نمبر ۴۵ | مورخہ ۱۱ اکتوبر سنہ ۱۹۳۰ء | یوم شنبہ | مطابق ۱۸ جمادی الاول سنہ ۱۳۴۹ ہجری | جلد ۱۸

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز چونکہ ان دنوں ایک اہم تصنیف میں مشغول ہیں۔ اور اس کے لئے آپ کو بہت وقت دینا پڑتا ہے۔ اس لئے طبیعت کسی وقت معمولی طور پر ناساز بھی ہو جاتی ہے۔ عام صحت اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم سے اچھی ہے ؛

میرزا عظیم بیگ صاحب جو قادیان کے باشندہ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پرانے خدام میں سے تھے۔ ۹۔ اکتوبر ۱۹۳۰ء فوت ہو گئے۔ مولوی سید محمد سرور شاہ صاحب نے نماز جنازہ پڑھائی ؛

خاتم النبیین نمبر کے شاندار مضامین اور نظموں کی

ایک نامکمل فہرست

الفضل خاتم النبیین نمبر کے مضامین اور نظموں کی مکمل فہرست انشاء اللہ العزیز اگلے پرچہ میں دی جائیگی۔ اور اب صرف اسی پر اکتفا کیا جاتا ہے۔ کہ اس نمبر میں حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کے دو نہایت بلند پایہ مضامین کے علاوہ محترمہ سیدہ سارہ بیگم صاحبہ حرم حضرت خلیفۃ المسیح ثانی محترمہ سیدہ ناصرہ بیگم صاحبہ بنت حضرت خلیفۃ المسیح کے مضامین۔ اور محترمہ سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ کی دو دلآویز نظمیں ہیں۔ شیخ عبدالرحیم صاحب۔ قاضی محمد ظہور الدین صاحب اکمل۔ امۃ الحفیظ صاحبہ جالندھری

حضرت مولانا سید محمد سرور شاہ صاحب۔ حکیم فضل الرحمٰن صاحب مبلغ افریقہ اور مفتی محمد صادق صاحب کے مضامین بھی ہونگے۔ ایک مضمون برادر محترم مسٹر جمال جانسٹن صاحب سالٹ پانڈ افریقہ کا بھی ہے حکیم خواجہ شمس الدین صاحب میونسپل کمشنر لکھنؤ لالہ رام چند صاحب منچندہ ایڈووکیٹ لاہور سید عبدالقادر صاحب ایم اے پروفیسر اسلامیہ کالج لاہور کے مضامین بھی درج ہونگے۔

نظموں کے حصہ میں مولانا عبدالمجید صاحب سالک مدیر روزنامہ انقلاب۔ حضرت اختر شیرانی مدیر خیالستان حضرت نشتر جالندھری مدیر رسالہ ادیب پشاور۔ مولانا ثاقب۔ مولانا ذوالفقار علی خاں صاحب گوہر۔ مسٹر لچھمی نرائن صاحب سخا۔ سابق فوجدار شہر جے پور سردار بشن سنگھ صاحب سرگودہ۔ حضرت اکمل۔ اور برادر مصباح الدین العابودی فلسطین کا کلام ہوگا غرضیکہ سیرت نبوی کے موضوع پر یہ پرچہ بہترین مضامین اور نظموں کا ایک بیش بہا خزینہ ہوگا۔ اور ہر لحاظ سے ایسا دلچسپ اور دیدہ زیب ہوگا کہ نہ خریدنے والے دوسرے بھائیوں کے ہاتھ میں دیکھ کر یقیناً متاسف ہونگے۔ اور کوشش کرینگے کہ زیادہ سے زیادہ قیمت پر اسے حاصل کر سکیں۔ مگر یہ ممکن نہیں ہوگا۔ کیونکہ یہ اسی قدر چھپوایا جائیگا جتنے آرڈر چھپنے سے پہلے آجائینگے اس لئے احباب فوراً آرڈر ارسال کریں۔ تا بعد میں پچھتانا نہ پڑے۔

اخبار احمدیہ

پیر سراج الحق صاحب نعمانی کی خدمت میں

پیر سراج الحق صاحب نعمانی کی جائے قیام کا کچھ پتہ نہیں۔ جماعت احمدیہ سنگرور آپ کی خدمت میں یہ عرض کرتی ہے۔ کہ آپ اپنے پتہ سے جلد اطلاع دیں۔ اور جلد سنگرور تشریف لانے کی کوشش فرمائیں۔

خاکسار غلام رسول محاسب انجمن احمدیہ سنگرور

شکریہ احباب

میری بیماری میں جن دوستوں نے کسی صورت میں بھی میری مدد کی ہے میں ان کا تہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں۔ اب خدا تعالےٰ کے فضل سے میری صحت بالکل اچھی ہے۔ خاکسار محمد عثمان لکھنوی از سیتاپور۔

درخواست ہائے دعا

۱۔ میرے والد محترم دنیوی تفکرات میں مبتلا رہنے کی وجہ سے عموماً بیمار رہتے ہیں۔ احباب دعا فرمائیں۔ کہ اللہ تعالےٰ تکالیف کو دور فرمائے اور صحت کاملہ عطا کرے۔ آمین۔ خاکسار محمد اسماعیل آدم بمبئی

۲۔ میں بیمار رہتا ہوں۔ اس لئے تمام احباب میری صحت کے لئے دعا فرمائیں۔ خاکسار محمد فضل الٰہی شہر سیالکوٹ۔

۳۔ میری والدہ صاحبہ سخت بیمار ہیں۔ ہسپتال میں داخل کرانے کے باوجود کچھ افاقہ نہیں ہوا۔ احباب صحت کے لئے دعا فرمائیں۔ محمد حسین گڈز کلرک کوئٹہ

۴۔ میرا لڑکا بشارت احمد ڈیڑھ ماہ سے بیمار ہے۔ اور مجھے مالی مشکلات بھی ہیں۔ دعا فرمائی جائے۔ ماسٹر عبدالرحمٰن

۵۔ میری بیوی عرصہ سے بیمار ہے۔ احباب اس کی صحت کے لئے دردِ دل سے دعا کریں۔ شیخ محمد سعید کلرک ڈگشائی۔

اعلان نکاح

مستری عبدالکریم صاحب ولد مولوی جمال الدین صاحب احمدی سکنہ بھڈیار ضلع امرتسر کا نکاح نذیر بیگم بنت مستری محمد حسین صاحب احمدی سکنہ ترگڑی ضلع گوجرانوالہ سے بعوض ۵۰۰ روپیہ مہر بتاریخ ۲۵ ستمبر ۱۹۳۰ء کو مولوی محمد سلیم صاحب نے پڑھا۔ خاکسار عبدالکریم پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ بھڈیار۔

ولادت

اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم سے میرے لڑکے برخوردار عزیز محمد کے گھر مورخہ ۲۹ ستمبر ۱۹۳۰ء کو لڑکا پیدا ہوا ہے۔ مولود کی عمر درازی اور خادم دین ہونے کے لئے دعا فرمائی جاوے۔

خاکسار جان محمد سب انسپکٹر کھاریاں ضلع گجرات

۲۔ امیر احمد صاحب رجاولی۔ ضلع انبالہ کے ہاں ۲۶ ستمبر ۱۹۳۰ء کو لڑکا تولد ہوا ہے۔ احباب دعا کریں۔ اللہ تعالےٰ قرۃ العین بنائے۔ خاکسار علی احمد قادیان۔

دعائے مغفرت

۱۔ ہمارے واجب الاحترام بھائی خانصاحب میاں فضل حق آنریری مجسٹریٹ و جاگیردار سرخ ڈھیری ضلع پشاور و پریذیڈنٹ پراونشل انجمن احمدیہ شمال مغربی سرحد بروز جمعہ بتاریخ ۳ ماہ حال کو انتقال فرما گئے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپ نہایت متدین اہل علم و فضل احمدی تھے۔ اور شریف خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔ حکومت اور پبلک دونوں کے نزدیک نہایت عزت کی نگاہ سے دیکھے جاتے تھے۔ جملہ احباب جنازہ غائب پڑھیں۔ اور مرحوم کے لئے دعائے مغفرت فرمائیں۔ خاکسار میرزا شرف علی، جنرل سکرٹری پراونشل انجمن احمدیہ شمال مغربی سرحد پشاور۔

(الفضل) ہمیں مرحوم کے پسماندگان سے دلی ہمدردی ہے اللہ تعالےٰ مرحوم کو جوار رحمت میں جگہ دے۔ اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

۲۔ عاجز کی اہلیہ میمونہ خاتون کا ۲۱ ستمبر ۱۹۳۰ء کو انتقال ہوگیا۔ مرحومہ ایک مخلصہ احمدی تھی۔ احمدیت کے لئے غیر معمولی جوش۔ محبت اور غیرت رکھتی تھی۔ احباب دعائے مغفرت کریں۔

خاکسار حکیم خلیل احمد ولا درپور مونگیر

(الفضل) ہمیں اس صدمہ میں مکرم حکیم صاحب اور مرحومہ کے دیگر متعلقین سے دلی ہمدردی ہے۔ اللہ تعالےٰ انہیں صبر کی توفیق دے۔ اور مرحومہ کو جوار رحمت میں جگہ دے۔

۳۔ ڈاکٹر عباد اللہ صاحب امرتسری جو افریقہ میں کاروبار کرتے تھے ہفتہ ۲۰ ستمبر ۱۹۳۰ء کی شام کو انتقال کر گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ احباب سے درخواست ہے۔ کہ دعائے مغفرت کریں۔ اور جنازہ غائب پڑھیں۔ خدا تعالےٰ مرحوم کے پسماندگان کو صبر کی توفیق عطا فرمائے۔ ڈاکٹر محمد حسین امیر جماعت احمدیہ امرتسر

(الفضل) ہمیں ڈاکٹر صاحب مرحوم کے اعزہ سے دلی ہمدردی ہے اللہ تعالےٰ انہیں صبر کی توفیق عطا فرمائے۔ اور مرحوم کو جوار رحمت میں جگہ دے۔

۴۔ میری اہلیہ فوت ہوگئی ہیں۔ ۷ بچے مرحومہ کی یادگار ہیں احباب جماعت سے دعائے مغفرت کی درخواست ہے۔ خاکسار محمد ابراہیم

۵۔ میاں محمد احمد کئی دن بیمار رہنے کے بعد فوت ہوگیا ہے احباب جماعت مرحوم کے لئے دعائے مغفرت فرمائیں۔

خاکسار محمد ابراہیم احمدی محلہ مٹیا محل دہلی

۶۔ میرا لڑکا ۱۲ ستمبر ۱۹۳۰ء کو اپنے مالک حقیقی سے جا ملا۔ احباب مرحوم کے حق میں دعائے مغفرت کریں۔ رشید احمد ٹیچر مائل پور ضلع ہوشیارپور

۷۔ غلام مہر محمد خاں سیال کملانہ احمدی سیکرٹری و رئیس اعظم بستی دریام ... ۳۰ ستمبر ۱۹۳۰ء بعمر ۵۵ سال ... انتقال فرما گئے ... احباب دعائے مغفرت کریں۔ امیر سلطان کملانہ احمدی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الفضل

نمبر ۴۵ | قادیان دارالامان مورخہ ۱۱ اکتوبر ۱۹۳۰ء | جلد ۱۸

ایک نہایت اہم اور ضروری تحریک

احباب فوراً متوجہ ہوں

سید عبدالقادر صاحب - ایم- اے پروفیسر اسلامیہ کالج لاہور درد مند دل رکھنے والے مسلمانوں میں سے ہیں۔ آپ اگرچہ احمدی نہیں۔ مگر سلسلہ سے عقیدت اور دلچسپی ضرور رکھتے ہیں۔ ۷- اکتوبر کی شام کو خاکسار لاہور میں آپ سے ملا- دوران گفتگو میں آپ نے خواہش کی- کہ الفضل میں مندرجہ ذیل موضوع پر کچھ لکھا جائے- چنانچہ آپ ہی کی تحریک پر میں یہ سطور سپرد قلم کر رہا ہوں- اگرچہ اپنی ذات میں یہ تحریک ایسی تھی- کہ ہمیں بہت قبل اس کی طرف توجہ کرنی چاہیئے تھی ؛ (شاکر)

اگرچہ کامیابی اور فلاح کا راستہ یہی ہے- کہ انسان تقوےٰ اور طہارت میں ترقی کرے- اور خدا تعالےٰ کا قرب حاصل کرے- لیکن ایک ایسی جماعت کے لئے جو دنیا کو ضلالت اور گمراہی سے نکال کر صراطِ مستقیم پر لانے کے لئے مبعوث کی گئی ہو- علاوہ روحانی ترقیات کے یہ امر بھی ضروری ہوتا ہے- کہ وہ دُنیوی طور پر بھی اپنی وجاہت اور وقار قائم کرے- خصوصاً موجودہ زمانہ میں تو اس پہلو کی اہمیت بہت بڑھ گئی ہے- تا یہ نہ ہو- کہ وہ لوگ جو اپنی دنیوی ترقیات پر نازاں ہیں- اور ظاہری شان و شوکت کے دلدادہ وہ اسے ایک حقیر اور پست جماعت خیال کر کے اس طرف متوجہ ہی نہ ہوں- اور اس اصل کی بنا پر جماعت احمدیہ کے لئے بھی یہ امر اشد ضروری ہے- کہ دنیوی وجاہت کے لحاظ سے بھی وہ اپنے آپ کو اسی طرح ممتاز اور نمایاں کرنے کی کوشش کرے جس طرح محض اللہ تعالےٰ کے فضل اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قوت قدسیہ کے طفیل وہ روحانی لحاظ سے بے نظیر ہے ؛

اس زمانہ کے حالات پر غور کرنے سے یہ امر بخوبی واضح ہو جاتا ہے- کہ دنیوی لحاظ سے ترقی کے لئے تجارت اور صنعت و حرفت ہی بہترین ذرائع ہیں- اور دُنیا میں وہی ممالک مالدار اور صاحبِ ثروت ہیں جنہوں نے ان معزز ترین پیشوں کی طرف توجہ کی- یوروپین ممالک کی دولت محض انہی باتوں سے حاصل کردہ ہے- اور پھر یہی نہیں- بلکہ ان ممالک نے تمام ایسی دُنیا پر اپنا تسلط و اقتدار قائم کر رکھا ہے- جو ان خوبیوں سے تہی دست ہے- اس لئے ہر اس قوم کو جو اقتصادی طور پر ترقی کرنے کی آرزو مند ہو- انہی راستوں پر چلنا ہوگا جن پر چل کر یہ ممالک ترقی کر چکے ہیں ؛

لیکن یہ حقیقت نہایت ہی افسوسناک ہے- کہ جماعت احمدیہ نے ابھی اس طرف بہت کم توجہ کی ہے- بلکہ کہنا چاہیئے کہ ابھی کچھ بھی نہیں کیا- اور اگر ہماری جماعت آج تک اس پہلو کو یوں نظر انداز نہ کئے رہتی- تو بلا خوف تردید کہا جا سکتا ہے کہ اس وقت ہندوستان کے اندر کم از کم مسلمانوں کی سیاسی رہنمائی کلیتہً ہمارے ہاتھ میں ہوتی- اس سلسلہ میں صحبتِ امروز میں ایک خاص تحریک احباب کے سامنے ہم پیش کرنا چاہتے ہیں ؛

قادیان کی ترقی کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئیوں کو مدنظر رکھتے ہوئے ہر احمدی کا فرضِ اولین ہے کہ جہاں تک اس کے حد امکان میں ہو- قادیان کی رونق میں اضافہ کرنے کی کوشش کرے- اور اس لئے ہماری جماعت کے وہ احباب جو تجارت کرتے ہیں- یا اہل صنعت و حرفت ہیں اگر اپنے کاروبار کا زیادہ نقصان کئے بغیر اپنے مراکز قادیان میں قائم کریں- تو یہ امر خدا تعالےٰ کے منشاء کو پورا کرنے والا ہونے کے علاوہ اور بھی کئی لحاظ سے بے حد مفید ہے- بس یہ نہیں کہنا- کہ تمام پرانے قائم شدہ اور ایسی فرمیں جن کے کاروبار کے لئے خاص مقامات ہی موزون ہو سکتے ہیں- سب کچھ تباہ کر کے یہاں آ جائیں- بلکہ مقصود صرف یہ ہے- کہ ایسے کاروبار جن کی ترقی پر کوئی خاص جگہ یا مقام کچھ اثر نہیں ڈال سکتا- اگر ان کے منتظمین انہیں یہاں منتقل کر لیں- تو بہت کچھ فائدہ کا موجب ہو سکتا ہے ؛

مثال کے طور پر صوبہ پنجاب کے ایک نہایت ہی معمولی سے قصبہ کرتارپور کو پیش کیا جا سکتا ہے- وہاں کرسیوں کا کام بہت ہوتا ہے- اور وہاں سے تمام ہندوستان بلکہ بیرونی ممالک میں بھی کرسیاں جاتی ہیں- اسی طرح گجرات میں چھریاں- چاقو وغیرہ کٹلری کا کام بہت اچھا ہوتا ہے- یا بٹالہ میں مشینری کا کام ہے- اب ان تجارتوں کو اس خاص مقام سے کوئی تعلق نہیں- دیکھا گیا ہے- کہ انہیں چلانے والے تمام ہندوستان میں اپنے کنویسر بھیجتے ہیں- فہرستیں ارسال کرتے ہیں- اور اخبارات میں اشتہارات دے کر اپنے کام کو چلاتے ہیں- پس اگر اسی طرح پر بعض واقف کار اور تجربہ رکھنے والے دوست کرسیاں- سپورٹس- یا کٹلری وغیرہ کے کاروبار قادیان آ کر شروع کریں- اور تمام انتظامات اسی طرح رکھیں جس طرح وہ کسی دوسرے مقام پر رکھ رہے ہیں- تو قادیان میں رہنے والے کئی غرباء اور مساکین کے لئے جو موجودہ صورت میں انجمن کے خزانہ پر بار ہیں- کام مل سکتا ہے- اور وہ سلسلہ کی آمدنی میں اضافہ کا موجب ہو سکتے ہیں- اور اس کے علاوہ بہت سے ایسے دوست جو بے روزگاری سے پریشان ہیں- یا کوئی فن نہ جاننے کی وجہ سے ذلیل اور ادنےٰ کام اختیار کرنے پر مجبور ہوتے ہیں- ایسے کارخانوں میں کام سیکھ کر باعزت زندگی بسر کرنے کے قابل ہو سکتے ہیں- اور ان سب باتوں سے بڑھ کر اس کا فائدہ یہ ہوگا- کہ قادیان کی رونق میں اضافہ ہو جائیگا- اس کی اہمیت بڑھ جائے گی- اور مرکزی جماعت نہایت ہی مضبوط اور مستحکم ہو جائے گی- اور دینی و روحانی لحاظ سے انہیں- اور ان کی اولادوں کو جو فوائد اور فیوض حاصل ہونگے- وہ الگ رہے ؛

کاروباری نقطۂ نگاہ سے بھی قادیان بہت موزون جگہ ہے- کسی پُر رونق مقام پر کارخانہ کے لئے جو زمین ہزاروں میں بھی نہیں مل سکتی- وہ یہاں سینکڑوں میں حاصل کی جا سکتی ہے- اس کے علاوہ قادیان میں لیبر سستی ہے- اور مال کی تیاری پر نسبتاً کم خرچ ہوگا- اور اس لئے رعایتاً سپلائی کیا جا سکیگا- یہ خیال کہ تجارت منڈیوں میں ہی چل سکتی ہے- کوئی زیادہ معقول خیال نہیں- مال اگر نفیس اور عمدہ ہو- اور کم سے کم منافعہ پر فروخت کیا جائے- تو خواہ وہ جنگل میں پڑا ہو- بکنے سے نہیں رہ سکتا- اور پھر یہ بھی خیال

رکھنا چاہیئے۔ کہ منڈیاں بنانے سے بنتی ہیں۔ اگر احباب قادیان میں کاروبار شروع کر دیں۔ تو یہ بھی بہت جلد ایک زبردست منڈی بن سکتی ہے ۔

اس سے قبل قادیان میں ریل نہ تھی۔ اور باربرداری کی مشکلات کسی ایسی سکیم کے بروئے کار آنے میں بے طرح حائل تھیں۔ لیکن اب گاڑی آجانے سے یہ دقت بھی دُور ہوگئی ہے۔ اور اب یہاں سے بھی مال اسی نرخ اور شرح پر باہر بھیجا جاسکتا ہے۔ جس پر دوسرے شہروں سے بھیجا جاتا ہے۔ اور اسی طرح اسی خرچ پر باہر سے منگوایا بھی جا سکتا ہے ۔

یہ ایک نہایت ہی ضروری اور فائدہ بخش تحریک ہے۔ اور احباب جماعت خصوصاً اس سے دلچسپی رکھنے والے دوستوں کو اس کے متعلق غور کرنا چاہیئے۔ اور اگر معمولی طور پر کوئی نقصان اٹھا کر بھی وُہ اسے اختیار کرسکیں۔ اور اسے عملی جامہ پہنا سکیں تو نہایت ہی بہتر ہوگا ۔

سانسیوں کے ہندو ہونے کا نامعقول ثبوت

جب سے سپرنٹنڈنٹ مردم شماری پنجاب نے اعلان کیا ہے۔ کہ سانسیوں کو ہندوؤں میں شمار نہ کیا جائے۔ اس وقت سے ہندوؤں میں ایک ہیجان عظیم بپا ہے۔ اور انہیں ہندو ثابت کرنے کے لئے ہر ممکن کوشش کی جا رہی ہے اسی ضمن میں "ملاپ" ۸۔ اکتوبر میں ایک مضمون شائع ہوا ہے۔ جس میں بتایا گیا ہے۔ کہ سانسی ہندو ہیں۔ کیونکہ وُہ اپنی شادیاں ہندو ریتی سے کرتے ہیں"۔

لیکن اس دلیل کی نامعقولیت ایک بچہ پر بھی عیاں ہے ہندوؤں کو ملک کے اندر ہر طرح سے فوقیت حاصل ہے اور اس سے متاثر ہو کر نیز اپنے مذہب سے ناواقفیت کی وجہ سے کئی ایک دوسری اقوام نے ہندوانہ رسوم ورواج کی پابندی اپنے تمدن کا جزو سمجھ رکھا ہے۔ اور اگر صرف ہندو ریتی سے شادیاں کرنے کی وجہ سے سانسی ہندو بن سکتے ہیں۔ تو پھر تو ہندوستان کے مسلمانوں کے ایک بڑے حصہ کو بھی ہندو شمار کرنا پڑے گا۔ کیونکہ انہوں نے بھی ناسمجھی اور دین سے جہالت کی وجہ سے کئی ایک ہندو رسوم اپنے ہاں رائج کر رکھی ہیں ۔

اسی مضمون میں یہ بھی لکھا ہے۔ کہ سانسی مردے دفن کرتے ہیں۔ جس پر حیرانی ہے۔ کہ ہندو ریتی سے شادیاں کرنے کی وجہ سے اگر ہندو ان پر اپنا حق جتا سکتے ہیں۔ تو اسی اصول کے ماتحت مُردے دفن کرنے کی وجہ سے انہیں مسلمان کیوں نہ سمجھا جائے ۔

بات تو صاف ہے۔ دلائل اور براہین کی کوئی ضرورت ہی نہیں۔ اگر ہندو سانسیوں سے وہی سلوک کرتے ہیں۔ اسی طرح ان سے تمدنی ومعاشرتی تعلقات قائم کرتے ہیں جس طرح وُہ آپس میں ایک دوسرے سے کرتے ہیں۔ اور ان کے ساتھ کھلے بندوں کھاتے پیتے۔ نیز رشتہ داریاں قائم کرتے ہیں۔ تو سانسی بلاشبہ ہندو ہیں۔ اور انہیں غیر ہندو کہنے والا جھوٹا ہے۔ لیکن اگر ان سب باتوں میں سے ایک بھی نہیں۔ تو ہندوؤں کا دعوےٰ سراسر باطل سمجھنا چاہیئے ۔

ایک عبرت انگیز حادثہ

یورپ مادیت میں ترقی کرنے اور علوم سائنس پر قابو پانے کے ساتھ ساتھ دہریت کی رو میں بہہ کر خدائی طاقتوں سے غافل ہوچکا ہے۔ مگر پھر بھی قدرت کے ہاتھوں بعض ایسے ایسے واقعات آئے دن ظہور پذیر ہوتے رہتے ہیں۔ جو اپنے اندر ایک چشم بینا کے لئے سامان بصیرت رکھتے ہیں تازہ واقعہ انگلستان کے ایک بہت بڑے ہوائی جہاز "آر۔۱۰۱" نامی کی ہولناک تباہی ہے ۔

انگلستان کے کاریگروں نے اس جہاز کو نہایت محنت و جانفشانی سے تیار کیا تھا۔ اور کہا جاتا تھا۔ کہ اتنا بڑا ہوائی جہاز آج تک کوئی اور ملک نہ بنا سکا تھا۔ یہ ہوائی جہاز ہندوستان لایا جارہا تھا۔ کہ راستہ میں بیوائس کے قریب ایک پہاڑی سے متصادم ہوا جس سے اس کو آگ لگ گئی۔ اس میں ۵۴ اشخاص سوار تھے جن میں سے صرف سات زندہ بچے۔ اور باقی سب جلکر راکھ ہوگئے۔ جو زندہ بچے ہیں۔ ان کی حالت بھی ناگفتہ بہ بتائی جاتی ہے ۔

یہ حادثہ جہاں حد درجہ قابل افسوس ہے۔ وہاں اپنے اندر درس عبرت رکھتا ہے۔ وُہ لوگ جو ظاہری ساز وسامان پر بھول کر قادر مطلق اور برتر وتوانا ہستی کو فراموش کردیتے ہیں۔ وہ اگر چاہیں۔ تو صرف اسی ایک واقعہ سے یہ سمجھ سکتے ہیں کہ ہر چیز ایک قادر مطلق ہستی کے اختیار میں ہے۔ اور اس کی منشاء کے خلاف ایک ذرہ بھی حرکت نہیں کرسکتا ظاہری ساز وسامان خواہ کس قدر اطمینان بخش کیوں نہ ہوں۔ حکم الٰہی کے سامنے کسی کو دم مارنے کی جا نہیں ۔

انگلستان کے وزیر پرواز بھی اس جہاز پر سوار تھے اور آپ نے روانگی سے قبل نہایت اطمینان سے اعلان کیا تھا کہ میں پورے اعتقاد کے ساتھ جہاز میں سوار ہو رہا ہوں۔ اور ہر چیز تسلی بخش ہے۔ لیکن کسے معلوم تھا۔ کہ اس کا انجام ایسا خوفناک ہوگا ۔

پیغام صلح اور سیرت نبوی کے متعلق جلسے

ہم نے آجتک کبھی کسی مشترکہ و متحدہ معاملہ میں بھی پیغام صلح سے امداد کی درخواست نہیں کی۔ اور کر بھی کیسے سکتے ہیں۔ جب ہمیں پُوری طرح یقین ہے۔ کہ ہمیں کسی مشترکہ فائدہ سے محروم رکھنے کے لئے وہ اسلام اور بانیٔ اسلام کے ننگ وناموس کو بھی نقصان پہونچانے کے لئے ہر دم آمادہ ہے۔ اور سچ پوچھئے۔ تو ایسے کم ظرف اور پست فطرت لوگوں سے کسی قسم کی امداد طلب کرنا ہم اسلامی غیرت وحمیت کے لئے ہتک خیال کرتے ہیں ۔

اب کے جلسہ ہائے سیرت نبوی کے متعلق جن اسلامی اخبارات کو اعلانات بھیجے گئے۔ ان کی فہرست میں کسی دفتری کارکن کی ناتجربہ کاری یا سہل انگاری سے پیغام صلح کا نام بھی شامل ہوگیا۔ اور کوئی ایک آدھ چٹھی اس کے دفتر میں بھی پہونچ گئی۔ اب آپ غور فرمایئے۔ کہ یہ کس قدر ظلم عظیم تھا۔ کہ پیغام سے رسول عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام کو بلند کرنے کے لئے مدد کی درخواست کردی گئی۔ بس پھر کیا تھا۔ پیغام صلح کے فضیلت مآب مدیر آگ بگولا ہو گئے۔ جھٹ قلم سنبھال کر بیٹھ گئے۔ اور چشم زدن میں کوئی پونے دو کالم کا مضمون دھر گھسیٹا۔ جس میں "قادیانیوں" کو اس نازیبا حرکت پر ایسا لتاڑا ہے۔ کہ قیامت تک یاد رکھیں گے ۔

لیکن کوئی اس بھلے مانس سے پوچھے۔ کہ اگر کوئی ایک آدھ چٹھی تمہارے دفتر میں پہونچ بھی گئی۔ تو کونسی قیامت آگئی۔ وُہ کوئی بم کا گولہ تو نہیں تھا۔ کہ جس نے پیغام بلڈنگس میں زلزل ڈال دیا۔ آخر اس قدر چیخ و پکار اور رونا دھونا کیوں شروع کردیا۔ "پرکاش" اور "آریہ گزٹ" وغیرہ اپنے بھائی بند اخبارات کے حوصلے بھی تو دیکھو۔ بیچارے کس طرح ضبط کئے بیٹھے ہیں۔ کیا تم ان سے بھی گئے گذرے ہو۔ لاہور ماشاءاللہ ان دنوں اردو صحافت کا مرکز ہے۔ اگر فرصت ہو۔ تو ذرا کسی اخبار نویس سے جاکر پوچھو تو سہی۔ کہ بغرض اشاعت موصول ہونے والی کسی چیز کو شائع کئے بغیر ہی اس پر اس طرح جرح قدح کرنا اصول صحافت کے خلاف تو نہیں۔ اور اگر ہو۔ تو شرافت کا اقتضاء یہی ہے کہ اس دھندے کو چھوڑ کر گھاس کاٹنا شروع کردو ۔

آپ یقین دلاتے ہیں۔ کہ انشاءاللہ کسی قریبی اشاعت ہی میں مذکورہ بالا چٹھی کو شائع کر دیا جائیگا"۔ اس کرمفرمائی کا شکریہ پیشگی قبول فرمایئے۔ اور در اصل اسی وعدہ کے ایفاء پر اس تحریک کی کامیابی کا انحصار ہے۔ وگرنہ اگر پیغام صلح اسے "قریبی اشاعت" میں شائع نہ کرے۔ تو سوچنا چاہیئے۔ دنیا کو معلوم ہی کیسے ہوسکتا ہے۔ کہ کوئی اس قسم کی تحریک ہوئی ہے ۔

کیا آریہ دھرم عالمگیر ہے؟

اِس وقت جبکہ ہندوستان مذاہب عالم کا آماجگاہ بنا ہوا ہے۔ ہر ایک مذہب کی طرف سے ہمیں یہی آواز آتی ہے۔ کہ میری طرف آؤ۔ میں تمہیں نجات دونگا۔ میری تعلیم مکمل ہے۔ اس پر عمل کرو۔ مقصد زندگی کو بآسانی حاصل کر سکوگے حالانکہ ان کے بانی اور ان کی الہامی کتب سراسر ان کے خلاف اعلان کر رہی ہیں۔ آج عیسائیت سے بڑا دعویدار کون ہے؟ مگر اس کا بانی (بقول عیسائیان) کہتا ہے۔ کہ مَیں بنی اسرائیل کی گمشدہ بھیڑوں کو جمع کرنے کے لئے آیا ہوں۔ اور مجھے کسی اور سے سروکار نہیں۔ اور پھر اپنی تعلیم کا حال قریباً ان الفاظ میں بیان کرتا ہے۔ کہ کئی باتیں ہیں جس کو تم ابھی برداشت نہیں کر سکتے۔ اِس لئے ان کو بیان کرنا میرا کام نہیں۔ میرے بعد کوئی اور آئے گا۔ تو ان کو بیان کریگا۔ مگر تابعان مذہب عیسائیت ہیں۔ کہ اپنے بانی کے خلاف جابجا اس بات کا اشتہار دیتے ہیں۔ کہ یہی تعلیم مکمل اور یہی مذہب عالمگیر ہے۔ اس کو چھوڑ دو۔ یہ مذہب تو بھلا اپنی تعداد کے لحاظ سے ہؤا ہی بہت بڑا۔ مگر آریہ قوم کا دعوٰی بھی تو اپنی شان میں اس سے کم نہیں۔ جہاں تک ہو سکا۔ انہوں نے بھی اپنے اس خیال کی اشاعت کی۔ اور ایک کافی حصہ دنیا کو بتایا اور ابتک کوشش کر رہے ہیں۔ کہ آریہ دھرم ہی عالمگیر ہے اور اس کے علاوہ سب مذاہب نامکمل ہیں۔ حالانکہ ان کے اپنے مذہب کی کتاب وید مقدس اس قدر پاک ہے۔ کہ شودر کا سُن لینا اس کو ناپاک کر دیتا ہے۔ جس کی سزا میں اس کے کانوں کو سیسے سے بھر دیئے جانے کا حکم تھا۔ اور کسی ایسے ویسے آدمی کی تو مجال ہی نہ تھی۔ کہ وید کے قریب بھی جا سکے۔ مگر گردش افلاک کا اثر ہے۔ کہ وہ لوگ گزر گئے۔ اور ان کی باتیں بھی انہی کے ساتھ چلی گئیں۔ اب زمانہ کی رُو سے مجبور ہو کر ان مذاہب کے متبعین کو یہ کہنا پڑتا ہے۔ کہ ہمارا مذہب ہی ہر طرح مکمل ہے۔ ورنہ یہ امر واقعی نہیں۔ کیونکہ یہ ہو نہیں سکتا۔ کہ ایک مذہبی کتاب اپنے مکمل اور عالمگیر ہونے کا دعوٰی کرے۔ اور پھر اس کے پیرو اسے ایک جماعت یا ایک ملک تک محدود کر دیں۔ جس کا زبردست ثبوت یہ ہے۔ کہ اسلام نے ہی عالمگیر ہونے کا دعوٰی کیا۔ اور ببانگ دہل منادی کی۔

قل یاایھا الناس انی رسول اللّٰہ الیکم جمیعًا۔

اے لوگو میں تم تمام کی طرف رسول ہو کر آیا ہوں۔ وما ارسلنٰک الا کافۃ للناس بشیرًا و نذیرًا ولٰکن اکثر الناس لا یعلمون ہ کہ اے رسول ہم نے تجھے تمام لوگوں کے لئے بشیر و نذیر بنا کر بھیجا ہے۔ مگر آج تک اس کے ماننے والوں میں سے کسی کا بھی یہ عقیدہ نہیں ہوا کہ وہ صرف خاص خاص قبائل یا ممالک سے مخصوص ہے۔ اور کسی دوسرے کو اس کے ماننے کی ضرورت نہیں۔ یا غیر کا ماننا اس کے لئے باعث ہتک ہے۔ پھر کیا وجہ ہے۔ کہ عیسائیت اور آریہ دھرم جب سے پیدا ہوئے ہیں۔ ایک بہت لمبے زمانے تک ایک خاص قوم یا ملک سے ہی مختص سمجھے جاتے رہے ہیں۔ پس ذرا غور سے یہ حقیقت بخوبی منکشف ہو سکتی ہے۔ کہ یہ مذہب دراصل عالمگیر نہیں ہے۔ تاہم آریہ سماج کے دعوٰی کو ملحوظ رکھتے ہوئے اس پر کچھ نظر کرتے ہیں۔

عبادت ایک ایسی چیز ہے۔ جو مذہب کا جزو لاینفک ہے۔ کیونکہ اسی کے ذریعہ ہی مذہب کی اصلی غرض و غایت پوری ہو سکتی ہے۔ گویا یہ مذہب کی جان ہے۔ جس کے بغیر کوئی مذہب حقیقی مذہب کہلانیکا قطعًا مستحق نہیں۔ اور چونکہ یہ ہر اس شخص پر جو مذہب کو مانتا ہے۔ واجب الادا ہوتی ہے۔ اس لئے اس کا اس قدر سہل اور آسان ہونا نہایت ضروری ہے۔ جس سے کہ ہر ایک شخص اُسے ادا بھی کر سکے۔ فرض کیجئے۔ کہ ایک مذہب اپنے ماننے والوں کو یہ حکم دیتا ہے۔ کہ تم میں سے ہر ایک شخص صبح و شام دو تین من کا پتھر اُٹھایا کرے۔ تو عام کمزور۔ بیمار یعنی بچے بوڑھے۔ عورتیں وغیرہ اس سے محروم رہ جائیں گے۔ کیونکہ یہ ان کے لئے ایک تکلیف مالایطاق ہے۔ بعینہٖ اسی طرح آریہ سماج کی عبادت ہے۔ چنانچہ سنسکار ودہی میں دونوں وقت ہون کے لئے جس قدر آہوتیاں تجویز کی گئی ہیں۔ ان میں قریبًا ایک ایک چھٹانک سے زیادہ گھی خرچ ہوتا ہے۔ پھر ہون کنڈ میں تو خوشبودار اشیاء میں سے کستوری۔ کیسر۔ اگر۔ تگر۔ سفید چندن (صندل) الائچی۔ جائفل جاوتری وغیرہ اور مقوی اشیاء میں علاوہ گھی کے دودھ۔ گندم۔ چاول۔ اناج۔ پھل کند وغیرہ اور میٹھی اشیاء میں سے شکر۔ شہد۔ چھوہارے کشمش۔ دافع امراض چیزوں میں سے سوم لتا یعنی گلو وغیرہ ادویات کا استعمال لکھا ہے۔

آریہ دوستو! خدا کو حاضر ناظر جان کر اور انصاف کو زیر نظر رکھتے ہوئے کہنا۔ کہ کیا ہر ایک شخص اس عبادت کو ادا کر سکتا ہے۔ یا کسی جگہ ایسے عاجز آدمی کو معذور ٹھہرا کر اُسے اسی اجر کا مستحق قرار دیا گیا ہے۔ جو اس کے ادا کرنے کی صورت میں اُسے ملنا چاہیئے تھا؟ اگر نہیں۔ اور یقینًا نہیں تو تمہیں یقین کر لینا چاہیئے۔ کہ یہ مذہب غربا اور تنگ دست لوگوں سے تعلق نہیں رکھتا۔ بلکہ امیر لوگ ہی اس سے فائدہ (اگر کچھ ہے تو) حاصل کر سکتے ہیں۔ اور کیا یہ حقیقت نہیں؟ کہ دنیا میں اکثر حصہ غرباء کا ہے۔ خصوصًا اس وقت جبکہ ۳۵ تک ماہوار تنخواہ لینے والا بھی اس عبادت کو ادا کرنے سے قاصر ہو۔

اگر بعض لوگوں کو یہ بات معمولی نظر آئے۔ تو وہ بھی سُن لیں۔ کہ سنسکار ودھی میں لکھا ہے۔ کہ "جب کوئی مر جائے تب یدی (اگر) پرش ہو تو پرش اور استری نہ ہو۔ تو استریاں اس (مُردے) کو اشنان (غسل) کرائیں۔ چندن وغیرہ سگندھ (خوشبویات) لیپیں اور نئے وستر (کپڑے) دھارن (پہنا) کرائیں۔ جتنا مرس (مردہ) کے شریر (جسم) کا بھار (وزن) ہو۔ اتنا گرت (گھی) یدی زیادہ ہو طاقتور تو گھی آدہک (زیادہ) اور جو مہا درِ بھشک ہو کہ جس کے پاس کچھ بھی نہیں۔ اس کو شریمان (دولتمند) پنج بنکر آدھ من سے کم گھی نہ دیویں۔ اور شریمان جسم کے برابر تول کر چندن۔ سیر بھر گھی میں ایک رتی کستوری۔ ایک ماشہ کیسر۔ ایک ایک من گھی کے ساتھ سیر سیر اگر تگر اور گھی میں چندن حسب طاقت ڈالکر کیوڑ یا پیپل وغیرہ کی لکڑی جسم کے وزن سے دگنی سامگری (سامان) شمشان (مُردہ جلانے کی جگہ) پر پہنچا دیں۔ الخ"

کیا اس کا نام بھی تکلیف مالایطاق نہیں؟ ضرور ہے کیونکہ کتاب مذکور میں دوسری جگہ بھی اس کھٹکے کا اظہار کر دیا گیا ہے۔ چنانچہ لکھا ہے۔ کہ "مُردہ کے جسم برابر گھی اور کافور اور صندل وغیرہ لیوے کم از کم بیس سیر گھی ضرور ہونا چاہیئے۔ اگر اس قدر بھی نہ ہو تو نہ گاڑے نہ جل میں چھوڑے۔ دور جا کر جنگل میں چھوڑ آوے۔"

آریہ سجنو! کیا غربت کی صورت میں شرف انسانی کو نہیں مٹا گیا۔ اور کیا تم میں انسانی ہستی کی اس حد تک قدر ہے۔ اگر عملًا اس صورت کو اختیار کر لیا جائے۔ تو خدا لگتی کہنا! کہ انسان اشرف المخلوقات ستیارتھ ۱۵۶ اور دوسرے حیوانات میں تمہارے نزدیک کیا فرق رہ جائے گا۔

مذہب فطرت انسانی کے مخفی کمالات کو نشو و نما دینے کے لئے آتا ہے۔ مگر سنو کہ تمہارا مذہب کیا کہتا ہے۔

یہ جب خاوند اولاد پیدا کرنے کے نا قابل ہو۔ تب اپنی عورت کو اجازت (نہیں بلکہ حکم) دے۔ کہ...... تو مجھ سے علیحدہ دوسرے خاوند کی خواہش کر۔ کیونکہ اب مجھ سے اولاد نہ ہو سکے گی۔ تب عورت دوسرے کے ساتھ نیوگ کر کے اولاد پیدا کرے۔ لیکن اس بیاہے عالی حوصلہ خاوند کی خدمت میں کمربستہ رہے۔ ویسے ہی عورت بھی جب کسی بیماری وغیرہ میں پھنسکر اولاد دینے کے قابل نہ ہو۔ تب اپنے خاوند کو اجازت دے الخ"

واقعی یہ امر "عالی حوصلہ" خاوند کے سوا کسی اور سے سرزد ہونا قریباً ناممکن ہے۔

اگر معاملہ یہیں تک رک جاتا۔ تو کہا جاسکتا تھا۔ کہ یہ حکم ایک اضطراری حالت کے لئے ہے۔ لیکن مصیبت یہ ہے۔ کہ بانی آریہ سماج نے دوسری جگہ اور بہت زیادہ وسعت قلبی سے کام لیا ہے۔ لکھتے ہیں:-

"حاملہ عورت سے ایک سال...... نہ کرنے کے وقت مرد سے یا دائم المریض مرد کی عورت سے رہا نہ جائے۔ تو کسی سے نیوگ کر کے اُس کے لئے لڑکا پیدا کر دے۔"

پھر ایک جگہ تو اور بھی کمال کر دیا ہے۔ لکھا ہے:-

"اگر مرد نہایت ستانے والا ہو۔ تو عورت کو (اجازت ہی نہیں بلکہ) مناسب ہے۔ اُس کو ترک کر کے دوسرے مرد سے نیوگ کر کے اسی بیاہ شدہ خاوند کے لئے جائداد کی وارث اولاد پیدا کرے۔"

پھر ایک اور بات قابل غور ہے۔ وہ یہ کہ عورت نیوگی خاوند سے جو اولاد حاصل کرتی ہے۔ نہ وہ اس کا گوتر (نسب) ہوتا ہے۔ اور نہ ہی اس کی جائداد کا وارث بلکہ اس عورت کے اصلی خاوند کی اولاد سمجھی جاتی اور نیوگی خاوند اس نیوگی اولاد کا کسی طرح حقدار قرار نہیں پا سکتا۔ یعنی اسے اپنی محنت سے بالکل کوئی فائدہ حاصل نہیں ہو سکتا۔ گویا وہ ضائع جاتی ہے۔

اس مفہوم کو ذہن نشین کر لینے کے بعد سوامی صاحب کی اس تحریر کو ملاحظہ فرمائیے۔

"کسان یا باغبان جاہل ہونے پر بھی اپنے کھیت یا باغیچہ کے سوائے اور جگہ بیج نہیں بوتے۔ جبکہ عام قسم کے بیج اور اس پر ان بیجوں کے بونے والے جاہلوں کا یہ دستور ہے۔ تو اشرف المخلوقات کے جسم کے سب سے شریف بیج کو جو شخص غیر کے کھیت میں ضائع کرتا ہے۔ نادان ہی سمجھا جاتا ہے۔"

آریہ سمجھو! بتا سکتے ہو۔ کہ ان دونوں باتوں کے مقابلہ سے کیا نتیجہ نکلتا ہے؟ پس سوچو اور سمجھو۔ کہ حقیقت کیا ہے۔

۴ اس کے علاوہ اپنی فطرت سے گواہی طلب کرو۔ کہ کیا یہ مسئلہ واقعی فطرت انسانی کے قویٰ کی نشوونما کا باعث ہے۔ یا اس کے خلاف اس کی طاقتوں کے لئے تباہ کن ہے!!! یہ تو ہو سکتا ہے۔ کہ بعض امور عام انسانی عقل سے بالا ہوں۔ لیکن یہ نہیں ہو سکتا۔ کہ خدا کی طرف سے ایسے احکام کا نزول ہو جس سے فطرت سلیمہ نفرت اور بیزاری کا اظہار کرے۔

دیکھو اس حکم کا تو نام سنتے ہی صحیح الفطرت انسان کو شرم آ جاتی ہے۔ اسی وجہ سے ہم نے اس کی تفصیل کو قریباً بالکل ترک کر دیا ہے۔ اور بہت حد تک اسے مختصر طور پر بیان کیا ہے۔

امید ہے۔ آریہ صاحبان انہیں دو تین باتوں پر غور کر کے صحیح نتیجہ پر پہنچنے کی کوشش کریں گے۔ اور اگر کسی دوست نے اس کے متعلق کچھ خامہ فرسائی کی۔ تو ہم اپنے قلم کو زیادہ جنبش دینگے :

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مکہ سے ہجرت

ہجرت کا واقعہ اسلامی واقعات میں سے سب سے زیادہ اہم واقعہ ہے۔ چنانچہ اسی واقعہ سے اسلامی سن کا آغاز ہوا۔ جو سن ہجری کہلاتا ہے۔ انجیل کا ایک فقرہ جو حضرت عیسٰے علیہ السلام کی طرف منسوب ہے یُوں ہے کہ نبی ذلیل نہیں ہوتا۔ مگر اپنے وطن میں۔ چنانچہ اس کی بنا پر خدا تعالےٰ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہجرت کا حکم دیا۔ تاکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ترقی دے۔ اور ساتھ ہی انجیل کے اس فقرہ کی بھی تائید و تصدیق کرے۔ کیونکہ قرآن کریم اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پہلے انبیاء اور ان کی کتب کے مصدق ہیں۔

پس ہجرت کے واقعے کا جاننا ہر مسلمان کے لئے نہایت ہی ضروری ہے۔ کیونکہ ہجرت ہی میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ترقی کا راز پوشیدہ تھا۔ اور یہی اسلامی فتوحات کا پیش خیمہ تھا۔ چنانچہ مدینہ میں جا کر ہی دھڑا دھڑ فتوحات ہونی شروع ہو گئیں۔ اور مسلمانوں کی زندگی کا ایک نیا دور شروع ہو گیا۔

ہجرت کے وجوہات

جوں جوں مکہ معظمہ میں مسلمانوں کی ترقی ہوئی۔ مخالفت بھی ترقی کرتی گئی۔ اور غریب مسلمانوں کو ناقابل برداشت تکالیف دی جانے لگیں۔ چنانچہ اکثر لوگ آپ کے پاس آتے۔ اور اپنی تکالیف پیش کرتے۔ آخر جب سنہ ۱۲ نبوی میں حج کے موقعہ پر یثرب کے دس آدمی آئے۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیعت کی۔ اور اپنے ساتھ مصعب بن عمیر کو بطور اسلامی مبلغ اپنے ساتھ لے گئے۔ ان کی تبلیغ سے بہت جلد یثرب کے باشندے کثرت سے مسلمان ہوئے۔ جس پر یثرب میں مسلمانوں کا رعب قائم ہو گیا۔ جب اس ترقی کی خبر آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مکہ پہنچی۔ تو آپ نے اپنے صحابہ کو فرمایا۔ کہ جو یثرب جانے کی طاقت رکھتا ہے۔ وہ یثرب چلا جائے۔ چنانچہ تھوڑے ہی عرصہ میں باوجود کفار کی روک تھام کے بہت سے مسلمان وہاں چلے گئے۔ اور مکہ میں صرف آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت ابوبکرؓ حضرت علیؓ اور چند اور غریب مسلمان باقی رہ گئے۔

آپ بھی روز و شب خدا تعالےٰ سے ہجرت کی اجازت کا انتظار فرماتے تھے۔

ادھر مکہ والے دار الندوہ میں جمع ہو کر آپ کے قتل کی تجویز کر رہے تھے۔ آخر باہم مشورہ سے یہ قرار پایا۔ کہ سارے اکٹھے ہو کر کسی ایک مقررہ دن آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر حملہ کر دیں۔

اسی دن آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خدا تعالےٰ نے ہجرت کی اجازت دیدی۔ آپؐ اسی دن دوپہر کے وقت ہی حضرت ابوبکرؓ کے گھر آئے۔ اور اس اجازت سے مطلع کیا۔ حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا۔ "الصحبۃ یا رسول اللہ" کہ مجھے بھی اپنے ساتھ لے چلیں۔ آپؐ نے فرمایا۔ اچھا۔ رات کے وقت کفار نے آپؐ کے مکان کا محاصرہ کر لیا۔ اور ارادہ یہ کیا۔ کہ صبح کے وقت جب آپؐ باہر نکلیں۔ تو سب اکٹھے حملہ کر کے آپؐ کو شہید کر دیں۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صبح کے قریب حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو اپنی

چارپائی پر سُلا دیا۔ اور خود ان محاصرہ کرنے والے کفار کے درمیان سے باہر نکل گئے۔ اور انہیں معلوم تک نہ ہوا۔ وہاں سے نکلکر آپؐ حضرت ابوبکرؓ سے مقررہ مقام پر ملے اور انکے ہمراہ مکہ سے تین میل کے فاصلے پر غار ثور میں چلے گئے جب دن چڑھ آیا۔ تو اہل مکہ سوچنے لگے کہ آپؐ باہر کیوں نہیں آئے۔ آخر اندر گئے۔ تو حضرت علیؓ کو آپؐ کے بستر پر لیٹا ہوا پایا۔ غصہ میں آکر ان کو بھی زدوکوب کیا۔ نیز حضرت ابوبکرؓ کی صاجزادی کو بھی پیٹا۔

آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت ابوبکرؓ کے ساتھ اسی غار میں تین روز تک رہے۔ اور ہر صبح وشام حضرت ابوبکرؓ کا نوکر اونٹنی کا دودھ لے آتا جس پر دونوں گذارا کرتے تھے۔

کفار مکہ نے جب رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تلاش کی۔ تو ایک کھوجی ان کو اس غار کے عین مُنہ پر لے آیا۔ اور یہاں پہنچکر پورے وثوق سے کہنے لگا۔ کہ محمدؐ اس غار میں یقیناً ہے۔ اور اگر اس غار میں نہیں۔ تو یقیناً وہ آسمان پر چلا گیا ہے۔ بہرحال اس غار سے آگے نہیں بڑھا۔ لیکن خدا کی قدرت کہ باوجود اس کے اسقدر یقین دلانے کے پھر بھی کسی کو جرأت نہ ہوئی۔ کہ اندر جھانک کر دیکھے۔ اگر وہ ذرا بھی جھک کر دیکھتے۔ تو رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم صاف نظر آجاتے۔ لیکن ان میں سے ایک نے کہا۔ کہ اس کے اندر تو کئی دفعہ سانپوں کو جاتے ہوئے دیکھا ہے۔ اسکے اندر کون جاسکتا ہے اور پھر اس جگہ ایک کبوتری نے انڈے بھی دے رکھے ہیں اور مزید برآں یہ کہ اسی دن مکڑی نے اس غار کے منہ پر جالا بھی تن دیا تھا۔ جس کی وجہ سے کسی شخص کو شبہ بھی نہیں ہوسکتا تھا۔ کہ اس کے اندر کوئی گیا ہوگا۔ ناچار آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی تلاش سے عاجز آکر کفار مکہ مایوس ہوکر واپس آگئے۔ اور اعلان کردیا۔ کہ جو شخص محمدؐ کو پکڑ لائے۔ اُسے سَو اونٹ انعام میں ملیں گے۔ مگر رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تین دن کے بعد ۴ ربیع الاول ۱۳ سنہ نبوی مطابق ۲۰ جون ۶۲۲ء کو عبداللہ بن اریقط ایک کافر لیکن معتبر شخص کو راہنما بناکر یثرب کی طرف روانہ ہوئے۔

ابھی تھوڑا ہی فاصلہ طے کیا تھا۔ کہ پیچھے سے ایک سوار جس کا نام سراقہ بن مالک تھا۔ آپ کے تعاقب میں آیا۔ جوں ہی وہ قریب پہنچتا۔ اس کا گھوڑا زمین میں گھٹنوں تک دھنس جاتا۔ حالانکہ اس ... جگہ کوئی کیچڑ یا دلدل نہ تھی۔ خدا کی قدرت دو تین دفعہ ایسا ہی ہوا۔ جس سے اسے یقین ہوگیا۔ کہ ضرور یہ کوئی خدا کا برگزیدہ ہے۔ اب اس نے بُرے ارادے کو اپنے دل سے نکال دیا۔ اور ایمان لانے کی غرض سے آپ کے پاس پہونچا۔ اور آپ پر ایمان لے آیا۔ جب وہ واپس ہونے لگا۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی طرف دیکھ کر فرمایا۔ کہ سراقہ تیرا کیا حال ہوگا۔ اس دن جس دن کسریٰ کے کنگن تیرے ہاتھوں میں ہونگے۔ اس نے تعجب سے کہا۔ کہ ان کالے کلوٹے ہاتھوں میں۔ آپ نے فرمایا۔ ہاں کیوں نہیں۔

آگے چل کر آپ کو بھوک لگی۔ آپ ایک جگہ پہونچے۔ جہاں ایک بڑھیا عورت بیٹھی تھی۔ حضرت ابوبکرؓ نے اس سے کہا۔ کہ اے عورت کچھ تیرے پاس کھانے کو ہے؟ اس نے کہا۔ کہ یوں تو خدا کا فضل ہے۔ لیکن اس وقت صرف یہی ایک لنگڑی اور بوڑھی بکری ہے۔ جو ریوڑ کے ساتھ جانے سے قاصر تھی۔ اس لئے یہی گھر میں بندھی رہی ہے۔ اس کے سوا اور تو کوئی چیز نہیں اور یہ دودھ نہیں دیتی۔ آپ نے فرمایا۔ کہ اگر اجازت ہو۔ تو اس کا دودھ دوہ لیا جائے۔ اس نے اجازت دے دی۔ آپ نے اس کے تھنوں کو پکڑ کر دوہنا شروع کیا۔ چنانچہ ان سے دودھ بہنے لگا۔ آپ نے بھی پیا۔ حضرت ابوبکرؓ بھی سیر ہوئے۔ اس بوڑھی کو بھی دیا۔ اور ایک روایت میں ہے۔ کہ وہ بکری کافی عرصے تک بعد میں بھی دودھ دیتی رہی۔ یہ بھی ایک معجزہ تھا جو آپ سے دوران سفر ہجرت میں ظاہر ہوا۔

اس کے بعد دوسرا معجزہ یہ ظہور میں آیا۔ کہ دوران سفر میں جہاں جہاں آپ نے نماز پڑھی تھی۔ وہاں بعد میں مساجد تعمیر ہوگئیں۔

متواتر آٹھ دن کے سفر کے بعد مورخہ ۲۸ جون ۶۲۲ء کو آپ یثرب پہونچے۔ اور موضع قبا میں ۱۴ دن تک قیام فرمایا۔ اتنے عرصہ میں یثرب میں مسجد نبوی تیار کی گئی۔ اور آپ یثرب آگئے۔ یثرب میں پہلے اکثر بخار اور طاعون کی شکایت رہا کرتی تھی۔ اور اس وجہ سے اس کو یثرب کہا کرتے تھے۔ یثرب کے معنے ہیں بیماری کا گھر۔ لیکن جب سے آپ وہاں تشریف لے گئے۔ طاعون اور بخار وغیرہ کافور ہوگئے۔ اور وہ مدینہ یعنی امن کا شہر کے نام سے موسوم ہوا۔ یہ بھی آپؐ ہی کے وجود کی برکت تھی۔ کہ آپؐ کے آنے سے بیماریاں دُور ہوگئیں غرضیکہ آپؐ کی کس کس خوبی کا بیان کیا جائے۔ مختصر یہ ہے کہ

یا صاحب الجمال ویا سید البشر
من وجهك المنير لقد نور القمر
لا يمكن الثناء كما كان حقه
بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

روئداد مناظرہ نارووال

۵ ستمبر کو جماعت اہل حدیث سے مناظرہ قرار پایا۔ باوجودیکہ ہماری جماعت نہایت کمزور ہے۔ تاہم خدا تعالےٰ سے دعائیں کرکے ہم نے خود ہی میدان مناظرہ میں اترنا مناسب جانا۔ خدا کا شکر ہے کہ مناظرہ نہایت ہی بخیر وخوبی کامیاب ہوا۔ ہماری طرف سے مناظر مولوی عبداللہ صاحب امام مسجد اور مولوی خیرالدین صاحب سکرٹری تبلیغ اور فریق ثانی کی طرف سے مولوی غلام رسول اور مولوی عبدالرحیم اہل حدیث مقرر ہوئے۔ یہ لوگ اپنی علمی لیاقت کا خاص طور پر گھمنڈ کرتے تھے۔ اور عربی میں اعلےٰ مہارت رکھنے کے دعویدار تھے۔ موضوع مناظرہ وفات مسیح ناصری اور صداقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام مقرر ہوچکے تھے۔ شرائط میں طے ہوچکا تھا۔ کہ مناظرہ میں سوائے قرآن مجید کے اور کوئی کتاب پیش نہ کی جائیگی۔

پہلے وقت میں وفات مسیح پر مولوی عبداللہ صاحب نے نہایت متانت سے مناظرہ کیا۔ اور نہایت سنجیدگی سے قرآن مجید کی آیات سے حضرت مسیح کی وفات ثابت کی۔ اور مخالف کے دلائل کی پوری پوری تردید کی۔ دوسرے وقت میں مولوی خیرالدین صاحب نے صداقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر نہایت مفصل اور عمدہ بحث کی۔ لوگوں پر اس مباحثہ کا بہت ہی اثر ہوا۔

۱۶ ستمبر کو پھر جماعت اہل حدیث کی طرف سے چیلنج مناظرہ دیا گیا۔ جو کہ ۵ ستمبر کے مناظرے کی کامیابی کا ایک اعلےٰ ثبوت تھا۔ یہاں انکار ہی کیا تھا۔ چیلنج منظور کرلیا گیا۔ اور مناظرہ سابقہ مسائل اور شرائط پر ۱۷ اور ۱۸ ستمبر کو ہونا قرار پایا۔

پہلے دن مولوی خیرالدین صاحب نے نہایت ہی اچھے پیرایہ میں مناظرہ کیا۔ اور حریف کو ایسی شکست فاش دی۔ کہ حریف نے اپنی کمزوری کو محسوس کرکے صرف نحو کی آڑ میں چھپنا چاہا۔ لیکن اس سے بھی انہیں کوئی فائدہ نہ ہوا۔

دوسرے دن صداقت مسیح موعود علیہ السلام پر مناظرہ ہوا جس میں مولوی صاحب موصوف نے اس قدر مدلل دلائل سے مخالفین پر صداقت کے صاف صاف اور عام فہم ثبوت دیئے۔ کہ ان کے رہے سہے اوسان بھی خطا ہوگئے۔ اور وہ ان کا آخری وقت تک کوئی جواب نہ دے سکے۔ سامعین پر اس مناظرے کا پہلے دن سے بھی زیادہ اثر ہوا

الغرض دیگر مذاہب اور نیز دیگر مسلمانوں نے باوجود اشد ترین مخالف ہونیکے ہماری کامیابی کو تسلیم کیا۔ بعض مسلمان تو یہانتک پکار اٹھے کہ وہ ان مطالبات کا حل اپنے علماء سے کرینگے۔ جو جماعت احمدیہ نے مناظرہ میں پیش کئے ہیں۔

میں مولوی تاجدین صاحب کا جنہوں نے کہ بیمار ہونیکے باوجود.... [illegible]

آزادیٔ نسواں

پر

ایک دلچسپ مکالمہ

۹ اگست ۱۹۳۰ء کو خاکسار اور عاجز کے میڈیکل آفیسر کے درمیان آزادیٔ نسواں کے متعلق گفتگو ہوئی۔ اس کا ضروری حصہ ناظرین الفضل کی دلچسپی کے لئے درج اخبار کرایا جاتا ہے۔

آفیسر:- کیا ہندوستانی عورتیں سر کے بال بالکل نہیں کٹواتیں؟

احمدی:- کچھ بال ترشوانا شرعاً منع تو نہیں۔ مگر ہماری عورتیں سر کے بال نہیں کٹواتیں۔ کیونکہ یہ طریق ہماری قومی روایات کے خلاف ہے۔ اس لئے یہ فعل پسندیدہ نہیں۔

آفیسر:- اس کے رائج کرنے میں کیا حرج ہے جبکہ یہ طریق بہت مفید ہے۔

احمدی:- بال ترشوانے کے کیا فوائد ہیں

آفیسر:- سر ہلکا معلوم دیتا ہے۔ بال بآسانی صاف کئے جا سکتے ہیں۔ ان سب باتوں کا صحت پر اچھا اثر پڑے گا۔

احمدی:- معاف رکھنا معلوم ہوتا ہے۔ کہ بال ترشوانے کے نتیجہ میں عورتوں میں جو ایک نیا مرض نمودار ہوا ہے۔ اس کی تفصیل جناب نے برٹش میڈیکل جرنل میں ملاحظہ نہیں فرمائی۔ (دیکھو برٹش میڈیکل جرنل مورخہ ۱۹ جولائی ۱۹۳۰ء) اس میں جلدی امراض کے ماہر نے لکھا ہے۔ کہ بال ترشوانے کی وجہ سے عورتوں میں ایک خاص قسم کا جلدی مرض نمودار ہوا ہے۔ جس کی وجہ یہ ہے۔ کہ بالوں کو چونکہ بالکل کھلا چھوڑ دیا جاتا ہے۔ اس لئے ہیٹ (Hat) سر پر ٹھیر نہیں سکتی۔ چنانچہ عورتوں کو زیادہ تنگ اور تنگ ٹوپی استعمال کرنی پڑتی ہے۔ شاید تنگ ٹوپی کی وجہ سے جلد میں دوران خون کمزور ہو کر یہ مرض نمودار ہوا ہو۔

آفیسر:- یوں بھی آزادیٔ نسواں بہت مفید ثابت ہوئی ہے۔ حال میں مردانہ مشاغل، موٹر، ہوائی جہاز چلانا، سواری وغیرہ میں عورتوں کو جو حیرت انگیز کامیابی ہوئی ہے۔ وہ مردوں کی آنکھیں کھولنے کے لئے کافی ہے۔ مس ایمی جانسن کے بے نظیر کارنامہ نے جو اس نے آسٹریلیا سے لندن تک اکیلے ہوائی جہاز میں اڑ کر دکھایا ہے۔ دنیا کو محو حیرت کر دیا ہے۔ اس دفعہ ایک اور کھیل میں شاہی کپ (...) بھی ایک عورت نے ہی جیتا ہے۔

احمدی:- یہ سب کچھ درست ہے۔ عورت کو بھی اللہ تعالےٰ نے قویٰ دیئے ہیں۔ اور کوشش کرنے سے وہ بھی ہر میدان میں مرد کے پہلو بپہلو کام کر سکتی ہے۔ مگر سوال تو یہ ہے۔ کہ عورت کے طبعی اور مقدم فرائض کیا ہیں۔ عورت کے خاص اعضاء کے افعال سے ہم کو معلوم ہوتا ہے۔ کہ قدرت نے عورت کے فرائض مرد سے بالکل جداگانہ رکھے ہیں۔ اور وہ نوعِ انسانی کی تکثیر اور اس کی تربیت ہے

آفیسر:- مجھے تمہارے اس بیان سے حرف بحرف اتفاق ہے بے شک عورت کا اولین فرض تربیت اولاد ہے۔ مگر ساتھ ساتھ یہ مشاغل بھی ہوں۔ تو زیادہ اچھا ہے۔

احمدی:- یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ کہ عورت طبعی فرائض کو سرانجام دیتے ہوئے مردانہ مشاغل میں بھی حصہ لے۔ اور ان کو بطور پیشہ اختیار کرے۔

آفیسر:- حیوانوں میں دیکھو۔ مادہ بچے بھی جنتی ہے۔ اور ضروریات زندگی کا انتظام بھی کرتی ہے۔ جنگلی اقوام میں بھی ایسا ہی ہے۔

احمدی:- ہر بات میں حیوانوں کی حالت سے استدلال درست نہیں ہوتا۔ سب سے اہم بات تو تربیت ہے جس میں حیوانوں کا حصہ نہیں۔ بچے جننے میں تو دونوں مساوی ہیں۔ کیونکہ یہ ایک حیوانی اور طبعی فعل ہے۔ مگر زیادہ دشوار کام تو جننے کے بعد اولاد کی تربیت ہے جس کے لئے والدین کی پوری توجہ اور کوشش کی ضرورت ہے۔ حیوان چونکہ تربیت اولاد نہیں کرتے۔ اس لئے ان کی حالت پر قیاس نہیں کیا جا سکتا۔ حیوان تو بچہ جننے کے بعد ایک ضروری فعل کی سرانجام دہی سے سبکدوش ہو جاتا ہے۔ مگر عورت کی اہم ذمہ داری تو بچہ جننے کے بعد ہی شروع ہوتی ہے۔

آفیسر:- پردہ بھی مضر ہے۔ تم ڈاکٹر ہو۔ تم کو پردہ کے نقصانات کا بخوبی علم ہوگا۔ تپ دق پردہ نشینوں میں زیادہ ہے۔ وضع حمل اور پھر موت کے دنوں میں بھی کئی اموات رسمی شرم و حیا کی وجہ سے ہو جاتی ہیں۔ غرضیکہ ہندوستان کی ترقی میں پردہ بہت حد تک روک ہو رہا ہے۔ تم مسلمان ہو۔ تم نے کیوں مغلوں کا طریق اختیار کر رکھا ہے۔

احمدی:- موجودہ پردہ جو ہند میں رائج ہے۔ یہ شرعی پردہ نہیں۔ بلکہ سیاسی ہے۔ جو مجبوری کی وجہ سے اب تک جاری ہے۔ جس کی وجہ یہ ہے۔ کہ عورت کی عصمت محفوظ نہیں۔ حاکم قوم کی عورتوں کو ہاتھ لگانے کی بدمعاش جرأت نہیں کر سکتا۔ مگر محکوم قوم کی عورتوں کو خطرہ زیادہ ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ انگریزی قانون نے عورت کی عصمت اور عزت و آبرو کی قیمت چند روپے رکھی ہے۔ جو کہ بدمعاشوں کو روکنے کے لئے ناکافی ہے۔ اسلام نے زنا کی سزا موت رکھی ہے۔ جب تک ایسا قانون نہ ہو۔ ہم سیاسی پردہ اٹھا نہیں سکتے) مغلوں نے موجودہ نقاب جاری کیا۔ جو کہ اوائل میں شاہی خاندان کی مستورات اور رعایا میں امتیاز کے لئے تھا۔ مگر بعد میں عوام میں بھی برقعہ جاری ہو گیا۔ ورنہ اصل شرعی پردہ تو چادر سے بخوبی ہو جاتا ہے۔ مگر چادر کو چونکہ سنبھالنے میں دقت ہے۔ اس لئے اس میں ترمیم کر کے برقعہ ایجاد کر لیا گیا ہے۔ اور میرے خیال میں یہی برقعہ یورپین عورتیں بغیر کسی تکلیف کے احساس کے پہن سکتی ہیں۔

آفیسر:- میری ماں کا بھی ۱۹۱۰ء میں ایسا ہی لباس تھا لمبا کوٹ۔ دستانے اور چہرے پر باریک نقاب۔ مگر یہ آزادی تو صرف بیس سال سے شروع ہوئی ہے۔

احمدی:- پس اسلام کی تعلیم پر اعتراض نہیں ہو سکتا۔ لوگوں کا عمل بے شک قابل اعتراض ہے۔ عورتوں کو گھروں کی چار دیواری میں مقید رکھنا اسلام کی تعلیم کے خلاف ہے۔ احمدی نقطہ نگاہ تو پردہ کے متعلق صرف یہ ہے۔ کہ نگاہ نیچی ہو۔ اور زینت کو چھپایا جائے۔ عورت نامحرم مرد سے ضروری بات چیت کر سکتی ہے۔ سیر و تفریح کے لئے باہر جا سکتی ہے۔ ہر قسم کے مردانہ کھیلوں اور مشاغل میں حصہ لے سکتی ہے۔ بشرطیکہ باپردہ جگہ اس کا انتظام ہو سکے۔ اور صرف عورتوں سے مل کر کھیلے۔ جس بات کو اسلام ناپسند کرتا ہے۔ وہ مرد اور عورتوں کا کھلا میل جول ہے۔ ورنہ علاج یا کسی اور مجبوری کی وجہ سے چہرہ یا خاص حصوں کو کھلا رکھنا ممنوع نہیں۔ مثلاً کسی عورت کو تپ دق ہو۔ یا عدالت میں گواہی کے لئے شناخت کی ضرورت ہو۔ تو وہ عورت کھلا منہ رکھ کر سیر کو جا سکتی ہے۔ یا عدالت میں حاضر ہو سکتی ہے۔ اسی طرح بیماری کی حالت میں جسم کا ہر حصہ ڈاکٹر کو دکھایا جا سکتا ہے۔

آفیسر:- مردوں کے ساتھ کھلے میل جول میں کیا حرج ہے؟

احمدی:- اس سے بدی پیدا ہونے کا احتمال ہے۔

نوٹ:- مردانہ مشاغل میں عورت کے لئے صرف اس حد تک حصہ لینا جائز ہے جس حد تک وہ اس کے طبعی فرائض کی ادائگی میں حائل نہ ہوں۔

آفیسر:- کس طرح۔

احمدی:- آپ نے سائی کالوجی کا مطالعہ کیا ہوگا اس لئے تفصیل کی ضرورت نہیں۔ علم النفس کے تجارب نے ثابت کر دیا ہے۔ کہ عورت میں قوتِ متاثرہ نسبتاً زیادہ ہے۔ اور قوتِ مؤثرہ کم۔ اس لئے عورت مرد کے بُرے خیالات کا جلدی اثر قبول کر لیتی ہے

آفیسر:- آزادی کے نقصان بھی ہیں۔ مگر فوائد بھی بہت ہیں۔

احمدی:- نقصان چونکہ زیادہ ہے۔ اس لئے ہم اس آزادی کے خلاف ہیں۔ فائدہ تو محض خیالی ہے۔ مگر نقصان حقیقی ہے۔ پھر فائدہ جسم کا ہے۔ (جو کہ فانی چیز ہے)۔ اور نقصان اخلاق اور روحانیت کا ہے۔ (جو کہ ابدی اور ضروری چیز ہے) پس معمولی سے جسمانی فائدہ (صحت) کے لئے ہم قوم کے اخلاق اور روحانیت کو تباہ کرنے کو تیار نہیں ہو سکتے۔

آفیسر:- یہ مسلّم بات ہے۔ کہ تندرست روح تندرست جسم میں ہی ہو گی۔

احمدی:- "شرعی" پردہ ہرگز صحت کے منافی نہیں کوئی ایسے اعداد و شمار موجود نہیں۔ جو ثابت کر دیں کہ شرعی پردہ کرنے والی مستورات میں آزاد عورتوں کی نسبت شرح امراض یا اموات زیادہ ہے۔ پس یہ صحت کا خوف محض بے بنیاد خطرہ ہے۔

آفیسر:- برقعے والی عورت بوجہ اعجوبہ بات کے زیادہ توجہ کو کھینچتی ہے۔ اگر چہرہ بالکل کھلا ہو۔ تو کوئی خاص طور پر دھیان نہ کرے۔ کیونکہ سب عورتیں ایک ہی رنگ میں رنگین نظر آئیں۔ میں جب ٹرکی میں گیا۔ تو دیکھا کہ سب عورتیں .... پیرس کے فیشن میں ملبوس ہیں اور میری توجہ کو کسی نے خاص طور پر نہ کھینچا۔ کیونکہ یہ معمولی بات تھی۔

احمدی:- ٹرکی بے پرد عورت تمہاری توجہ کو نہ کھینچ سکی۔ اس لئے کہ اس میں تمہارے لئے اعجوبہ نہ تھا۔ کیونکہ تمہاری اپنی مستورات کا بھی تمدن اسی قسم کا تھا۔ تمکو برقعے والی عورت اعجوبہ معلوم ہوتی ہے۔ کیونکہ تمکو اپنے تمدن سے نرالی بات نظر آتی ہے۔ ہمکو تمہاری بے پرد عورتیں اعجوبہ معلوم ہوتی ہیں۔ اور توجہ کو خصوصیت سے کھینچتی ہیں۔ کیونکہ انہیں ہم کو نرالی بات نظر آتی ہے۔ پس یہ اعجوبہ اور توجہ کو کھینچنا یہ سب باتیں رواج کی وجہ سے ہیں۔

آفیسر:- پردہ بہت ظالمانہ فعل ہے۔ تم عورتوں کو غلام بنا کر رکھتے ہو۔ اور انکو گھروں میں قید رکھتے ہو۔ کیا انکا حق نہیں ہے کہ وہ بھی تمہاری طرح آزاد پھریں۔ اور اگر تم کو گھروں میں قید کر دیں۔ تو تم کیا کر سکتے ہو۔ تمہارا اسلام تو بہت اچھا مذہب ہے تمنے کیوں ہندوؤں کا طریق اختیار کر رکھا ہے۔

احمدی۔ اسلام نے عورتوں کو ہر طرح کی آزادی دی ہے۔ پردے کا جو اصل مقصد ہے۔ وہ میں پہلے عرض کر چکا ہوں۔ ہمنے عورتوں کو قید نہیں کیا۔ بلکہ انہوں نے خود گھر کی چار دیواری کو پسند کیا ہے۔ کیونکہ قدرت نے مرد اور عورت کے کام کی طبعی تقسیم اس طرح پر کی ہے۔ اگر میرے بیان میں شک ہو۔ تو آپ میری بیوی سے جا کر دریافت کر لیں۔ آیا میں نے اسکو قید کیا ہوا ہے یا وہ خود اسی زندگی کو اپنے لئے بہتر سمجھتی ہے۔ اگر وہ کہدے۔ کہ میرا خاوند ظالم ہے۔ اسنے مجھکو قید کر رکھا ہے۔ تو میں فوراً اسکو باہر پھرنے کی آزادی دیدونگا۔ اور بطور تاوان خود اس کی جگہ گھر میں قید رہونگا۔ لیکن اگر وہ کہے۔ کہ میں گھر کی چار دیواری میں رہنا اپنی عزت و آبرو۔ ننگ ناموس اور عصمت کی حفاظت کے لئے ضروری جانتی ہوں۔ اور موجودہ آزادی کو جو عورت کی عزت اور عصمت کو بٹہ لگانے والی ہے۔ نفرت کی نگاہ سے دیکھتی اور اس پر لعنت بھیجتی ہوں۔ تو پھر آپ کی حمایت کس کام کی اور وکالت کس نام کی۔

آفیسر:- اس کے متعلق میں کچھ نہیں کہہ سکتا۔ مگر اتنی بات ضرور یاد رکھو۔ کہ تاریخ کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ کوئی قوم ترقی نہیں کر سکتی۔ جبتک اس کی عورتیں بھی ساتھ ترقی نہ کریں۔ اور یہ مسلمہ بات ہے۔ کہ کسی قوم کی ترقی کی انتہا وہی ہوگی جس مقام پر اس کا کمزور طبقہ ہو گا۔

احمدی:- اسلام نے عورتوں کے حقوق کو قائم کیا ہے اور ان کے سوشل سٹیٹس کو بہت بلند کیا ہے۔ اور جو کچھ مغرب نے آج تک عورتوں کو حقوق دیئے ہیں۔ ان سے بہت زیادہ ہمارے پیارے آقا (فداہ روحی) حضرت رسولِ کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے آج سے ساڑھے تیرہ سو سال قبل عطا فرما دیئے ہوئے ہیں۔ پس ہماری تمدنی ترقی میں عورت کا وجود ہرگز روک نہ بنے گا۔ کیونکہ ان کی ترقی کا معیار پہلے ہی بلند ہے۔

آفیسر:- کیا پارسی عورتوں کا لباس بے پردہ ہے۔ ان کا لباس کیسا دلکش ہوتا ہے۔ اور قریباً ہماری عورتوں کی طرح ہی ہے۔ اگر ایسا لباس تم بھی اختیار کر لو۔ تو کیا حرج ہے۔

احمدی:- پارسی لباس اسلامی نقطۂ نگاہ سے بے پردہ ہے۔ ہم اسکو اختیار نہیں کر سکتے۔ کیونکہ اس میں ستر کے سارے مقامات کی حفاظت نہیں ہوتی۔ پھر اگر اس میں اور نقص کوئی بھی نہ ہو۔ تو بھی ہم دوسری قوم کا لباس اختیار نہیں کر سکتے۔ جب اپنا قومی لباس موجود ہے۔ تو ہم کیوں دوسروں کی نقل کرتے پھریں۔ ہمکو دوسری اقوام کے قومی کیرکٹر کو اختیار کرنے سے جیسے ہمارے امام نے منع فرمایا ہے۔ اس میں حکمت یہ ہے۔ کہ پھر آہستہ آہستہ دیگر امور میں بھی انسان دوسری قوم کی نقل کرنے لگ جاتا ہے۔ جس سے اس کی حیثیت ایک نقال کی سی رہ جاتی ہے۔ اسمیں ترقی کی روح مفقود ہو جاتی ہے۔ اور اس کی اپنی کوئی شخصیت نہیں رہتی۔ اور آہستہ آہستہ وہ قوم پھر دوسری قوم میں جذب ہو کر اپنا وجود کھو دیتی ہے۔ گو آر (ہندو) لوگوں کی مثال ہمارے سامنے ہے۔ انہوں نے اپنا تمدن چھوڑ کر مغرب کا طریق اختیار کر لیا ہے۔ اور وہ اب بالکل نقال بن گئے ہیں۔ پس اپنا قومی کیریکٹر اور کلچر وغیرہ قائم کرنا اور اس کو زندہ رکھنا ضروری ہے۔ تاکہ قوم زندہ رہے۔ اور ترقی کر سکے۔

آفیسر:- کیا پردہ میں صرف زینت کے چھپانیکا حکم ہے یا کچھ اور بھی۔

احمدی:- نگاہ کو نیچی رکھنے کا حکم بھی ہے۔ مثلاً ہم کسی نامحرم عورت سے بات کر رہے ہوں۔ تو ہمکو اسکی طرف آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھنے کی اجازت نہیں۔ نگاہ نیم خفتہ رکھکر کلام کرنیکا حکم ہے۔ مگر عجیب بات ہے۔ کہ مغربی عورت اس طرز پر کلام کرنے کو اپنی ہتک خیال کرتی ہے۔ اسی طرح اگر ملاقات کے وقت ہم عورت سے مصافحہ نہ کریں۔ تو وہ ہتک خیال کرتی ہے۔ حالانکہ حقیقی عزت عورت کی اسی بات میں ہے۔ کہ اس سے مصافحہ نہ کیا جائے۔ اور اسکی طرف آنکھ کھولکر دیکھا نہ جائے۔ ہتک کا مفہوم بھی بہت حد تک رواجی ہے۔

آفیسر:- اس میں کیا شک ہے۔ کہ عورت سے آنکھ ملا کر کلام نہ کرنا اس کی ہتک ہے۔ اس کو دیکھنے میں کیا حرج ہے۔ ایک عورت گھر سے بن سنور کر نکلتی ہے۔ دو گھنٹے خرچ کر کے وہ اپنے آپ کو خوبصورت بنا کر سوسائیٹی میں شامل ہوتی ہے۔ تو اس سے بڑھکر اسکے حسن کی کیا بے قدری ہوگی کہ اس کی طرف آنکھ اٹھا کر دیکھا بھی نہ جائے۔

احمدی:- اس طرح بدی پیدا ہوتی ہے۔ اسلئے آنکھ ملانا منع ہے اگر عورت نے اپنے آپکو بنایا اور سنوارا ہے۔ تو اسکے حسن کی داد دینے کیلئے اس کا خاوند کافی ہے۔ دوسروں کا کیا حق ہے۔ کہ اسکی طرف دیکھیں۔

آفیسر:- خاوند تو صرف اسکی ضروریات کو پورا کرنیوالا ایک فرد ہے کیا خاوند کی موجودگی میں دیگر افراد کا حق نہیں۔ کہ لطف اٹھائیں۔ سوسائٹی کا بھی اس پر حق ہے۔ پس اسمیں کوئی حرج نہیں۔

احمدی:- چونکہ آپ میرے آفیسر ہیں۔ اسلئے اس پر میں زیادہ جرح نہیں کرتا۔ اتنی عرض کرتا ہوں۔ کہ اگر سوسائٹی کا عورت پر حق ہے تو وہ صرف عورتوں کی مجلس میں جائے۔ اور وہاں اپنے حسن کا مظاہرہ کرتی پھرے۔ مردوں میں اُسکا کوئی حق نہیں۔

ناظرین اس مکالمہ سے بخوبی اندازہ لگا سکتے ہیں۔ کہ مغرب کے لوگوں کو احمدیت یا حقیقی اسلام سے آگاہ کرنے کی کس قدر ضرورت ہے۔ نیز ان لوگوں کا نقطۂ نگاہ مستورات کی آزادی کے متعلق بعض امور میں کس قدر خطرناک اور حیا سوز ہے۔ اللہ تعالےٰ ہم کو مغرب کی آزادی کے بد نتائج سے محفوظ رکھے۔ والسلام

خاکسار محمد شاہ نواز۔ ایم۔ بی۔ بی۔ ایس۔ (از یوگنڈا)

فہرست نومبایعین بابت ماہ اپریل و مئی ۱۹۳۰ء

نمبر	نام
1001	محمد شفیع ولد شیخ امیر احمد صاحب - ضلع سیالکوٹ
1002	فتح الدین صاحب ضلع فیروزپور
1003	سراج پسر فتح الدین صاحب 〃 〃
1004	نواب پسر 〃 〃 〃 〃
1005	سردار علی شاہ صاحب 〃 پشاور
1006	عبد الحکیم صاحب احمدی 〃 ہوشیارپور
1007	اہلیہ صاحبہ عبد الحکیم صاحب 〃 〃
1008	بنت عبد الحکیم صاحب 〃 〃
1009	فضل احمد صاحب ولد عبد اللہ صاحب ریاست کپورتھلہ
1010	شیخ عبد الرحیم ولد شیخ رحیم بخش صاحب ریاست پٹیالہ
1011	اہلیہ شیخ عبد الرحیم صاحب 〃 〃
1012	والدہ صاحبہ شیخ عبد الرحیم صاحب 〃 〃
1013	شیخ یعقوب صاحب ولد عبد الحکیم صاحب 〃 〃
1014	زینب بیوہ امیر علی صاحب مرحوم ضلع گجرات
1015	عبد المجید ولد برکت علی صاحب کاندا ضلع لاہور
1016	حاجی عبد اللہ صاحب سندھ
1017	رحمت اللہ ولد کرم بخش صاحب ریاست پٹیالہ
1018	اہلیہ چوہدری محمد حسین صاحب اوورسیر ضلع سکھر
1019	نواب خان صاحب امرتسر
1020	برکت علی ولد نواب خان صاحب 〃
1021	محمد اسمٰعیل ولد نواب خان صاحب 〃
1022	خوشی محمد صاحب آبادکار ضلع شاہ پور
1023	عبد الجلیل صاحب کلرک دفتر نہر - ضلع پشاور
1024	میاں شہاب الدین صاحب لنگی فروش ضلع ہوشیارپور۔
1025	عائشہ بیگم اہلیہ غلام رسول صاحب ضلع لاہور
1026	بھاگ بھری زوجہ محکم دین صاحب مرحوم ضلع جہلم۔
1027	رحمت بی بی صاحبہ سٹھیالی ضلع گورداسپور
1028	والدہ خدا بخش صاحب - ضلع لاہور
1029	شیخ محمد حسن صاحب معلم محلہ نعمت اللہ کمشنر لدھیانہ۔
1030	رکھی بنت کرم دین ضلع گورداسپور
1031	جان بی بی بنت رحمان صاحب ضلع گورداسپور
1032	رحیم بی بی بنت دین محمد صاحب ضلع گورداسپور
1033	رحمت خان صاحب ولد محمد خان صاحب ذیلدار - ریاست جموں۔
1034	رحمت خان صاحب ولد کالی خان صاحب ٹھیٹھ رہال ریاست جموں
1035	احمد خان صاحب ولد میراں بخش صاحب نمبردار امانیاں 〃 〃
1036	احمد دین صاحب ولد میراں بخش صاحب پنج گرائیں - ریاست جموں -
1037	محمد یار صاحب ولد نور احمد صاحب گوجر خیز - ریاست جموں۔
1038	برکت علی صاحب ولد وسو ہندی ضلع گجرات۔
1039	علم الدین صاحب ولد مہر الدین صاحب حجام - تحصیل انبیر۔
1040	محمد ابراہیم صاحب پسر محمد اسمٰعیل صاحب احمدی - دھلی۔
1041	محمد احمد صاحب - دھلی۔
1042	حمید خان صاحب ریاست نیا گڑھ۔
1043	فیاض الدین خان صاحب - کٹک -
1044	مہر الدین صاحب موچی - ضلع شیخوپورہ -
1045	ماسٹر اللہ یار خان صاحب - 〃 〃
1046	میاں خان صاحب 〃 〃
1047	سردار خان صاحب جٹ 〃 ملتان
1048	خان محمد صاحب - 〃 سیالکوٹ۔
1049	تاج محمد صاحب طالبعلم - ریاست پٹیالہ۔
1050	محمد حنیف صاحب - بنگال
1051	کمال الدین احمد صاحب 〃
1052	تعظیم الدین احمد صاحب 〃
1053	رحیم بخش صاحب 〃
1054	منشی محمد رشید صاحب ہوشیارپور
1055	فیض احمد صاحب ولد صادق علی صاحب ضلع سیالکوٹ۔
1056	عمری بی بی بیوہ کرم دین صاحب مرحوم گجرات
1057	اللہ دتا صاحب پسر عمری بی بی صاحبہ 〃
1058	نبی بخش صاحب موٹر ڈرائیور - ضلع مظفر گڑھ۔
1059	چوہدری غلام قادر صاحب نمبر ۲۲۴ - ضلع لائلپور۔
1060	حکمت اللہ پسر شیخ قسمت اللہ صاحب ضلع مرشد آباد۔
1061	امین بی بی زوجہ بطیع اللہ صاحب ضلع مرشد آباد۔
1062	محمد یوسف طالبعلم ریاست پٹیالہ۔
1063	غلام حسین صاحب ولد کریم بخش صاحب ٹرنک میکر سرگودھا۔
1064	میراں بخش صاحب ولد عیدا - ضلع سیالکوٹ
1065	مساۃ بڈھی زوجہ میراں بخش صاحب 〃 〃
1066	عبد الواحد پسر 〃 〃 〃
1067	محمد بشیر 〃 〃 〃 〃
1068	اہلیہ عبد الواحد صاحب 〃 〃
1069	منظورہ بیگم اہلیہ محمد بشیر احمد صاحب 〃 〃
1070	بنت میراں بخش صاحب 〃 〃
1071	غلام محمد صاحب حجام 〃 سرگودھا
1072	غلام فاطمہ زوجہ غلام حیدر صاحب ضلع ڈیرہ اسمٰعیل خان۔
1073	شیر زوجہ فردوس خان صاحب ضلع پشاور۔
1074	سلطان علی صاحب - ضلع گجرات -
1075	چوہدری فضل داد صاحب 〃 〃
1076	عزیز احمد صاحب پسر اظہر صاحب ضلع گورداسپور
1077	ملک الف خان صاحب ضلع گجرات
1078	علم دین صاحب - ضلع سیالکوٹ
1079	بابو غلام علی صاحب - شملہ
1080	محمد یوسف صاحب - بریلی -
1081	بیگ محمد صاحب - کوئٹہ -
1082	حسن محمد صاحب - ضلع ہوشیارپور -
1083	محمد ابراہیم صاحب ضلع گجرات -
1084	مہر اللہ یار صاحب ٹھیکیدار ضلع مظفر گڑھ -
1085	عبد الکریم صاحب - ضلع شاہ پور -
1086	مبارک حسین صاحب - پٹیالہ سٹیٹ -
1087	عبد الحق صاحب ولد عبد الواحد صاحب ضلع بجنور۔
1088	شفاز الدین صاحب - بنگال -
1089	نوراں بی بی صاحبہ - ضلع گورداسپور -
1090	عبد الحکیم صاحب - ضلع ہوشیارپور -
1091	حکیم نیاز محمد صاحب 〃 〃
1092	رحیم بخش صاحب 〃 گورداسپور -
1093	فیض الحق صاحب - ضلع گورداسپور
1094	ظہور النساء صاحبہ بنگال
1095	دودھ مہر صاحبہ 〃
1096	صاحب النساء صاحبہ 〃
1097	عبد الحکیم ولد مکرم علی صاحب 〃
1098	عبد الحمید صاحب 〃
1099	عائشہ خاتون صاحبہ 〃
1100	ظہیر الدین احمد صاحب 〃

ضلع سیالکوٹ کے لئے انسپکٹر وصایا

یہ خبر جماعت احمدیہ میں مسرت کیساتھ پڑھی جائیگی۔ کہ مکرمی چوہدری محمد حسین صاحب صدر قانونگو سیالکوٹ نے اپنی ملازمت سے پنشن پانے کے بعد اپنی خدمات کو نظارت بہشتی مقبرہ کے سپرد کردیا ہے۔ چنانچہ مجلس نے انہیں ضلع سیالکوٹ کی تمام انجمنوں کے لئے آنریری انسپکٹر وصایا مقرر کیا ہے۔ مجھے امید ہے۔ کہ اس علاقہ کے تمام احباب اور جماعتیں انکے وجود سے فائدہ اٹھائینگی۔

انسپکٹر صاحب وصایا کے حسب ذیل فرائض ہونگے

(۱) تمام انجمنوں میں سکرٹریان وصایا کا تقرر اور انکے کام کی نگرانی (۲) حصہ وصیت خواہ حصہ آمد کی صورت ہو۔ خواہ حصہ جائداد کی صورت میں اسکے وصول کرنے اور کرانے میں سعی کرنا (۳) فوت شدہ موصیوں کی اطلاع دینا اور انکو بہشتی مقبرہ میں دفن کرانے یا کتبہ لگوانے کا مناسب انتظام کرنا۔ (۴) تحریک وصیت جو در اصل خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ اور اس زمانہ میں اشاعت اسلام کی غرض سے جاری کی گئی ہے۔ اس کی ترقی کے لئے کوشش کرنا (۵) اپنے حلقہ کے تمام موصیوں کے متعلق خواہ وہ نئے ہوں یا پرانے سالانہ انکے تقویٰ و طہارت کے متعلق مرکز میں رپورٹ دینا۔

مکرمی چوہدری صاحب موصوف نے جس سچے جوش و اخلاص کے ساتھ اپنی خدمات کو پیش کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ان کو اسی جوش و اخلاص سے کام کرنے کی توفیق بخشے۔ اور ان کی کوششوں میں برکت ڈالے اور نیک نتائج پیدا کرے۔ اور خداوند کریم انکو اپنے پاس اعلےٰ مقام دے۔ آمین۔

مجھے دوسرے اضلاع میں بھی اس قسم کی آنریری کام کرنیوالے پنشنر اصحاب کی ضرورت ہے۔ مبارک ہیں وہ جنکو سلسلہ عالیہ احمدیہ کی خدمات کرنیکا موقعہ ملے۔ (سکرٹری مجلس کارپرداز مصالح قبرستان بہشتی مقبرہ قادیان دارالامان)

ایک ستر(۷۰)سالہ بوڑھے کی آواز!

ہم ملیریا سے کس طرح محفوظ رہ سکتے ہیں۔ اور ملیریا سے پیدا شدہ ناتوانی سے کس طرح بچ سکتے ہیں؟ دوستو! ہندوستان کیلئے ملیریا بخار ایک خطرناک ڈائن سے کم نہیں۔ یہ اپنے بعد جو کمزوری اور دیگر عوارض چھوڑ جاتا ہے وہ بسا اوقات تمام عمر کیلئے انسان کو زندہ درگور بنا دیتے ہیں۔ اکسیر البدن کا استعمال آپ کو ملیریا کے حملہ سے محفوظ رکھیگا۔ اور پھر ملیریا کے بعد جو کمزوری ہو جاتی ہے۔ اسے دور کریگا۔ نہ صرف ملیریا کیلئے ہی یہ تریاق ہے بلکہ جملہ دماغی جسمانی اور اعصابی کمزوریوں کے دور کرنیکا ایک ہی علاج ہے۔ کمزور کو زور آور اور زرد رو کو تندرست بنانا اس پر ختم ہے۔ اسکے استعمال سے کئی ناتوان اور گئے گذرے انسان از سر نو زندگی حاصل کر چکے ہیں۔ خود میری طرف ہی دیکھئے۔ میں ستر(۷۰) سالہ بوڑھا ہوں۔ ہڈیوں کا پنجر ہو گیا تھا۔ مگر اس اکسیر البدن کے استعمال سے از سر نو جوان بن گیا۔ یہ میرا ہی تجربہ نہیں۔ بلکہ ڈاکٹر بھی بعد از تجربہ اسی نتیجہ پر پہنچ گئے ہیں۔ چنانچہ

ڈاکٹر سید رشید احمد صاحب آئی۔ ایم۔ ڈی

انڈین ملٹری ہسپتال کلکتہ سے تحریر فرماتے ہیں:۔

"میں نے ایک دوست کیلئے آپ کی ایجاد کردہ اکسیر البدن منگوائی تھی۔ انہوں نے اس کو استعمال کیا اور ان کو اس سے بے حد فائدہ ہوا ہے۔ میں آپ کو اس ایجاد پر مبارکباد دیتا ہوں۔ ایک شیشی اور بذریعہ وی۔ پی جلد ارسال فرما دیں۔"

قیمت فی شیشی جس میں ایک ماہ کی خوراک ہے۔ پانچ روپے محصول ڈاک علاوہ۔

موتی سرمہ جملہ امراض چشم کیلئے اکسیر ہے

ضعف بصر۔ ککرے۔ جلن۔ خارش چشم۔ پھولا۔ جالا۔ پانی بہنا۔ دھند۔ غبار۔ پڑبال۔ ناخونہ۔ گوہانجنی۔ رتوندا۔ ابتدائی موتیا بند غرضیکہ جملہ امراض چشم کے لئے اکسیر ہے۔ قیمت فی تولہ دو روپے آٹھ آنے (عہ) علاوہ محصولڈاک۔

حضرت مولوی سید محمد سرور شاہ صاحب پرنسپل جامعہ احمدیہ

تحریر فرماتے ہیں:۔ کہ

"میرے گھر میں اس سے قبل بہت سے قیمتی سرمے استعمال کئے گئے۔ مگر کچھ فائدہ نہ ہوا۔ مگر آپ کے سرمے کے استعمال سے اُن کی آنکھوں کی کمزوری اور بیماری دور ہو گئی۔ اب ان کی نظر بچپن کے زمانہ کی طرح بالکل ٹھیک اور درست ہو گئی ہے۔ اس پر میں آپ کو مبارکباد دیتا ہوں۔ اور محض نفع عام کیلئے ان الفاظ کو آپ تک پہنچاتا ہوں۔ اسے ضرور شایع کریں۔ تاکہ دوسرے لوگ بھی اس مفید ترین چیز سے مستفیض ہوں۔"

ملنے کا پتہ:۔ مینیجر نور اینڈ سنز نور بلڈنگ قادیان ضلع گورداسپور (پنجاب)

رشتہ کی ضرورت ہے

میرے ایک احمدی دوست عمر ۲۴ سال برسر روزگار۔ تنخواہ مبلغ ۶۰ روپیہ۔ تین روپے سالانہ ترقی کے لئے ایک نوجوان تعلیم یافتہ۔ پابند صوم و صلوٰۃ۔ امور خانہ داری سے واقف رشتہ کی ضرورت ہے۔ زمیندارہ اقوام کو ترجیح ہوگی۔ مفصل حالات کیلئے ذیل کے پتہ پر خط وکتابت کریں۔

چوہدری غلام رسول احمدی ہیڈ ماسٹر لوئر مڈل سکول چک ۲۶۵ گ ب ڈاکخانہ جڑانوالہ۔ لائل پور۔

ضرورت ناطہ

ایک معزز گھرانوں کی لڑکی سلیقہ شعار خواندہ کے واسطے رشتہ کی ضرورت ہے۔ لڑکا احمدی دیندار تعلیم یافتہ برسر روزگار قوم مغل یا قریشی کا ہو

ن معرفت امیر محمد کلرک الفضل قادیان

قابل غور مشورہ

میں اللہ تعالےٰ کے فضل سے ایک عرصہ سے ہومیوپیتھک ڈاکٹری کی پریکٹس کر رہا ہوں۔ لہذا جس کسی احمدی بھائی کو کسی مرض یا علاج کے متعلق مشورہ کرنا ہو۔ تو جواب کے لئے صرف ایک آنہ کا ٹکٹ روانہ فرما کر مجھ سے مشورہ کر سکتے ہیں۔ دوائیں بھی بشرط طلب حتی الامکان ارزاں اور بہترین روانہ کی جاتی ہیں۔ ضرورت مند احباب سیمپیٹم چارٹ طلب فرمائیں۔ اگر ڈاکٹر صاحبان فائدہ حاصل کرنا چاہیں تو کلکتہ کے نرخ پر ہم سے ہر قسم کی ادویات طلب کریں۔ بعض امراض کی مجرب ادویات ہر وقت تیار رہتی ہیں۔ المشتہر ڈاکٹر بشیر احمد احمدی ایم۔ ڈی۔ ایچ۔ ڈی۔ سی۔ ایچ۔ ایچ۔ ڈی۔ ایس سی۔ تمغہ جات طلائی یافتہ طلاق محل۔ کانپور۔

نیک نام گھڑیاں

ایک گھڑی برسوں کافی — فل جوئل لیور گارنٹی شدہ

اخلاقاً اور انصافاً ہماری ذمہ واری

گھڑی خلاف آرڈر پہونچے۔ فوراً واپس کریں۔ تبدیلی معہ خرچہ ہمارے ذمہ۔ بے ضرر گھڑی کی درستی ایک سال تک مفت۔ بے احتیاطی باعث نقصان ہوگی۔ اکثر مبلغین و کارکنان سلسلہ احمدیہ نے تجربہ کیا ہے۔ آپ بھی ضرور تجربہ کریں۔

عہ دستی دار لائن سوئی کلائی کے لئے نکل کیس۔ لدعہ رولڈ گولڈ للعہ
عہ " " " درمیانی " " " لدعہ چاندی عہ رولڈ گولڈ لدعہ
عہ " " " پتلی " " " " " "
عہ جیبی ۱۶ دس جوئل للعہ ۱۵ جوئل لدعہ۔ ریڈیم کا ایک روپیہ زیادہ
عہ ٹائم پیس بیک الارم بہت اعلےٰ عہ کم قیمت گھڑیاں بغیر گارنٹی عمدہ بھیجینگے
المشتہر:۔ حافظ سخاوت علی پروپرائٹر احمدیہ واچ ایجنسی شاہجہانپور (یو۔ پی)

لاہور میں موٹر ڈرائیونگ کی عملی تعلیم دینے

والا سب سے بڑا کالج موسومہ میو موٹر ٹریننگ کالج میکلوڈ روڈ نمبر ۴ متصل تالاب میلارام۔ قواعد داخلہ مفت طلب کریں۔

المشتہر

پرنسپل میو موٹر ٹریننگ کالج میکلوڈ روڈ لاہور۔

صرف ایک دفعہ تین سو روپیہ لاگت لگا کر

ایک سو روپیہ ماہوار منافع حاصل کیجئے

ہمارا آہنی خراس (بیل چکی) لگا کر چھ روپے روزانہ آمدنی اور خرچ نکال کر خالص منافع یکصد روپیہ ماہوار رہیگا۔ خراس کے حالات اور تخمینہ و دیگر مشینری کے لئے ہماری باتصویر فہرست مفت طلب فرمائیے۔

ایم۔ اے۔ رشید اینڈ سنز بٹالہ (پنجاب)

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

لاہور میں ۷ر اکتوبر کو سپیشل ٹریبونل نے مقدمہ سازش لاہور کا فیصلہ سُنا دیا۔ بھگت سنگھ۔ راجگورا۔ اور سکھدیو کو پھانسی کی سزا دی گئی۔ سات ملزموں کو حبس دوام۔ ایک کو ۵ سال اور دوسرے کو سات سال قید۔ اور باقی پانچ کو بری کر دیا گیا۔ چونکہ ملزموں نے عدالت میں حاضر ہونے سے انکار کر دیا تھا۔ اس واسطے جیل کے اندر ہی ہر ایک کو فرداً فرداً فیصلہ سُنایا گیا۔

شملہ سے شایع شدہ ۷ر اکتوبر کے ایک سرکاری اعلان سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ سر میلکم ہیلی ۱۶ر اکتوبر کو صوبجات متحدہ کی گورنری سے مستعفی ہو کر گول میز کانفرنس میں مشیرانہ حیثیت سے شریک ہونگے۔

دو ماہ بند رہنے کے بعد ۷ر اکتوبر کو دہلی میں شراب کی دوکانیں پھر کھل گئیں۔ کانگریسی رضاکاروں نے پھر پکٹنگ لگا دیا۔

دہلی میں غیر ملکی کپڑے کے سوداگروں نے اپنے مفاد کے تحفظ کے لئے ایک ایسوسی ایشن قائم کی ہے۔ جس کی بڑی کوشش یہ ہوگی۔ کہ غیر ملکی کپڑے کی تجارت کو بحال کریں۔

امرتسر سے ۶ر اکتوبر کی اطلاع ہے۔ کہ بعض غیر معلوم اشخاص نے کانگریس کے خلاف سرگرم پروپیگنڈا شروع کر دیا ہے۔ لاہور اور امرتسر سے اردو زبان میں پوسٹر اور رسالے چھپوا کر زمینداروں میں تقسیم کئے گئے ہیں۔ جن میں لکھا ہے۔ کہ کانگریس چونکہ زمینداروں کو تباہ و برباد کرنا چاہتی ہے اس واسطے انہیں اس سے الگ رہنا چاہئے۔

شملہ سے ۶ر اکتوبر کی ایک خبر ہے۔ کہ مالی معاملات میں مہارت رکھنے کی وجہ سے سر بی۔ این مترا کو بھی گول میز کانفرنس میں بطور مندوب شامل ہونے کی دعوت دی گئی ہے۔

مدراس سے ۶ر اکتوبر کی اطلاع ہے۔ کہ حکومت نے فیصلہ کیا ہے۔ کہ دفعہ ۳۰ مدراس چلڈرنز ایکٹ کے ماتحت شہر میں ایک نابالغوں کی عدالت قائم کی جائے۔ جو تنخواہ دار مجسٹریٹوں اور آنریری مجسٹریٹوں پر مشتمل ہو۔ اگر اس جگہ یہ تجربہ کامیاب ہوگیا۔ تو دوسرے اضلاع میں بھی اس قسم کی عدالتیں قائم کی جائینگی۔ ان عدالتوں میں پولیس سفید وردی میں پیش ہوا کرے گی۔

شکاگو۔ ۴ر اکتوبر۔ دو حبشیوں کو قتل کے جرم میں بجلی سے ہلاک کرنے کے تماشہ کو دیکھنے کے لئے کئی سو آدمی جمع ہو گئے۔ اور رسم کو شیشے کی چلمن سے دیکھتے رہے۔ پہلے ان دونوں پر دو منٹ تک بجلی ڈالی گئی جس سے ایک تو مر گیا۔ لیکن دوسرا زندہ رہا۔ اس کو مارنے کے لئے ایک منٹ اور بجلی کی رو چھوڑی گئی۔

ڈیرہ اسماعیل خان۔ ۶ر اکتوبر کی ایک خبر ہے۔ کہ چند مسلح مسعود چھاؤنی میں داخل ہو گئے۔ پولیس کنسٹیبلوں نے ان کا تعاقب کیا۔ اور ایک کو گرفتار کر لیا۔

لاہور ۸ر اکتوبر کو رہا شدہ ملزمان مقدمہ سازش لاہور کا جلوس نکالا گیا۔ اور ایک جلسہ کر کے ان کو ایڈریس دیا گیا۔

لاہور۔ ۸ر اکتوبر۔ ملزمان مقدمہ سازش کی سزایابی کے خلاف صدائے احتجاج بلند کرنے کے لئے بقول نیشنل نیوز ایجنسی آج صبح تمام شہر نے ہڑتال منائی۔ ہندوؤں کے تعلیمی ادارے بالکل بند تھے۔ گورنمنٹ کالج۔ فورمین کرسچن کالج اور لاء کالج بند نہیں ہوئے۔ اس لئے ان پر مس موہنی زتشی صدر سٹوڈنٹس یونین کی رہنمائی میں عورتوں نے پکٹنگ لگا رکھا تھا۔ ہر مقام کا پکٹنگ دو دو عورتوں کے زیر اہتمام تھا۔ جن میں پروفیسر جنک کماری زتشی۔ مس من موہنی زتشی۔ ایم۔ اے۔ صدر سٹوڈنٹس یونین بھی شامل تھیں۔ گورنمنٹ کالج کے سامنے ہر پانچ منٹ میں دو دو پکٹنگ لگانے والے گرفتار کئے جا رہے تھے۔ گرفتاروں کی تعداد دو درجن سے زیادہ ہوگی۔ سخت جوش پھیلا ہوا تھا۔ پولیس کے افسر اور سٹی مجسٹریٹ شہر میں گشت لگا رہے تھے۔ پولیس نے ان طلبا پر جو گورنمنٹ کالج کے سامنے جمع تھے۔ متعدد حملے کئے۔ سناتن دھرم اور دیانند کالج کے طلبا جب اپنے کالجوں سے نکل کر "انقلاب زندہ باد" اور بھگت سنگھ "زندہ باد" کے نعرے لگاتے ہوئے گورنمنٹ کالج کے سامنے پہونچے۔ تو ڈنڈا پولیس نے ان پر حملہ کیا۔ اور اگرچہ پرنسپل نے ممانعت کر دی تھی۔ لیکن پولیس کالج کے احاطہ میں گھس گئی۔ ایک پروفیسر مجروح ہوا۔ اور اس کے سر سے خون نکل آیا۔ ساڑھے بارہ بجے کے قریب جب کالجوں کے طلبا اور عوام گورنمنٹ کالج کے نزدیک کھڑے ہوئے تھے تو یکایک ایک یوروپین پولیس افسر پوری رفتار سے موٹر کار لے کر ہجوم کے اندر آ گیا۔ بہت سے کار کے نیچے آ گئے۔ اور بہت سے خندق میں گر گئے۔ اس اثنا میں پولیس نے لاٹھیوں کے ساتھ عوام پر حملہ کر دیا۔ بعض کانسٹبل دار التجربہ میں داخل ہو گئے۔ اور جو طلبا وہاں کھڑے تھے۔ ان کو زد و کوب کرنے لگے۔ بعض لیباریٹری میں داخل ہو گئے۔ اور وہاں کے طلبا کو مارنے لگے۔ ایک پولیس سارجنٹ نے بعض اشخاص کے سائیکل چھین کر ہجوم پر پھینکے۔ موٹر کار کے حملہ سے دو آدمی شدید مجروح ہوئے۔ جنہیں ہسپتال پہونچایا گیا۔ ایف سی کالج۔ لاء کالج اور گورنمنٹ کالج کے پکٹنگ کے سلسلے میں گرفتاریاں تین درجن کے قریب ہیں۔ جن میں سترہ رضاکار عورتیں بھی شامل ہیں۔ اسلامیہ کالج کے نزدیک آنے کی کسی نے جرأت نہیں کی۔ اور وہ حسب معمول کھلا رہا۔

لاہور ۸ر اکتوبر۔ آج شام کو آٹھ بجے بریڈلا ہال میں ایک عظیم الشان جلسہ ہوا۔ سردار بھگت سنگھ اور ان کے رفقاء کو سزایابی پر مبارکباد دی گئی۔ اور رہا شدہ ملزموں کا خیر مقدم کیا گیا۔ شام کو سزایابیوں کے خلاف صدائے احتجاج بلند کرنے کے لئے ڈیفنس کمیٹی کے زیر اہتمام ایک جلوس نکالا گیا۔ جلوس کے آگے طلبا لاٹھیاں اٹھائے پریڈ کرتے جا رہے تھے۔ چار ہزار عورتیں بھی جلوس کے ساتھ تھیں۔ جو قومی نعرہ لگاتیں اور شہیدی گیت گاتی جا رہی تھیں۔

امرتسر ۸ر اکتوبر بھگت سنگھ اور دیگر ملزمان سازش کی سزایابی پر امرتسر میں آج مکمل ہڑتال منائی گئی۔ شام کو ایک ماتمی جلوس نکالا گیا۔

لکھنؤ ۸ر اکتوبر۔ آل انڈیا مسلم کانفرنس کا آئندہ اجلاس ۹ر اور ۱۰ر نومبر کو بمقام لکھنؤ منعقد ہوگا۔

امان اللہ خان نے روما سے ایک مکتوب ہز رائل ہائی نس سردار شاہ ولی خان سفیر مختار دولت افغانیہ مقیم لندن کے نام بھیجا تھا۔ کہ میرے پاس جو سرمایہ ہے۔ وہ گذارے کے لئے ناکافی ہے لہٰذا جلد سے جلد معلوم کرو۔ کہ کابل میں میری اور ملکہ ثریا کی جو ذاتی جائداد ہے۔ اس کا کیا انتظام ہوگا۔ اور بعد ازاں اس مضمون کا ایک تار محمد نادر شاہ کے پاس بھیجا گیا جس کے جواب میں آپ نے تحریر فرمایا۔ کہ آپ کی ذاتی جائداد ساری کی ساری بیت المال سے خریدی گئی تھی۔ میری تخت نشینی کے وقت چونکہ افغانستان کی اقتصادی حالت بہت خراب تھی۔ اس لئے میں نے تمام شاہی مملوکات کو بیت المال کے سپرد کر دیا۔ میں خود آپ کے خط کے جواب میں کچھ نہیں کہہ سکتا۔ کوئی جرگہ منعقد ہوگا تو آپ کا مکتوب پیش کر دیا جائیگا۔ چنانچہ یہ معاملہ جرگے میں پیش ہوا۔ تو ارکان جرگہ نے صاف کہہ دیا۔ کہ امان اللہ خان کے پاس بہت روپیہ ہے۔ اور ملت سخت مالی مشکلات میں گرفتار ہے۔ اس کے باوجود امان اللہ خان کے متعلقین کو تین لاکھ روپیہ افغانی حکومت دیتی ہے۔

شملہ۔ ۶ر اکتوبر۔ سر ولیم برڈوڈ ۱۹ر اکتوبر کو شملہ سے براہ دہلی روانہ ہو کر غالباً راولپنڈی اور وہاں سے ایبٹ آباد اور سرحد کے دورے پر جائینگے۔ پشاور کوہاٹ اور دیگر مقامات کا معائنہ کرنے کے بعد آپ لاہور آئیں گے۔

راولپنڈی ۷ر اکتوبر۔ پولیس نے ایک ہی وقت میں

(عبدالرحمن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپ کر مالکان کے لئے قادیان سے شایع کیا)